واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہندوستان بھر کے کروڑہا

اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان قرآن و حدیث فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین

مخزن مسلمانوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے والا ماہوار رسالہ موسومہ

جماعت (امرتسر)

جنوری
1925

بہ سرپرستی

جامع درجات ولایت وارث کمالات نبوت دافع بدعت و ضلالت عامل کتاب و سنت علمبردار شریعت و
طریقت مجدد وقت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ
سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ حنفی نقشبندی مجددی علیپوری لازالت شموس فیضانہ بازغۃ

مرتبہ

عزیز مخدومی امرتسری

سالانہ چندہ صرف تین روپے

باہتمام مولوی محمد عبداللہ صاحب مہناس پرنٹر
افضل عربی پریس امرتسر میں طبع ہو کر
پیرزادہ عبدالعزیز مخدومی پبلشر نے جامع مسجد قاصدان امرتسر سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ جماعت امرتسر

جلد ۲ | بابت ماہ جمادی الآخر ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۲۵ء | نمبر ۹

فہرست مضامین

اوقات گرامی

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام مطالعہ فرما چکے ہیں کہ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت شیخ المشائخ مخدومنا و مولنا حافظ حاجی پیر سید **محمد جماعت علی شاہ** صاحب **قبلہ** حنفی نقشبندی مجددی علی پوری ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم تبلیغ و اشاعت اسلام کیلیے آگرہ تشریف لیگئے تھے، چنانچہ وہاں کئی روز قیام پذیر رہے اس اثنا میں روز و شب مجالس مواعظ و حلقہائے ذکر و فکر مختلف محلات و مساجد میں منعقد ہوتے رہے، جن میں حقانیت و صداقت اسلام پر مبسوط مذاکرات کا اتفاق ہوتا رہا۔ حاضرین فیوض ولایت کے غیر متناہی تسلسل سے مستفیض ہوئے۔

آخر حضرت مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب رضوی فاضل مرادآبادی و جناب مولنا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب رضوی بریلوی کی دعوتوں سے حضور نے اہل بریلی، مرادآباد، فرخ آباد کو اپنے پر تاثیر مواعظ حسنہ و کلمات طیبہ سے بہرہ اندوز سعادت فرمایا۔ اس کے بعد امرتسر والوں کی خوش نصیبی نے حضور کو چند یوم کے لئے ٹھہرالیا۔ چنانچہ ان دنوں میں جو جمعہ آیا آپ نے جامع مسجد میاں محمد جان مرحوم میں پڑھایا جس کے بعد وعظ فرمایا جو تشنہ کامانِ حقائق و معارف کے لئے چشمۂ کوثر و سلسبیل کا حکم رکھتا تھا۔ اور ہدایت و نصائح کے اعتبار سے درّ بے بہا و بصیرت تھا۔ امرتسر میں چند یوم قیام فرما رہنے کے بعد صرف دو روز لاہور ٹھہرے اور وہاں سے براہ راست علی پور شریف کو مراجعت فرما ہوئے۔ یاران طریقت مطلع رہیں۔

توسیع اشاعت

ناظرین جماعت سے توسیع اشاعت کی کامل توقع ہے اور ان محترم بزرگوں سے جو ہمیشہ مذہبی معاملات میں حصہ لیا کرتے ہیں امید قوی ہے کہ جماعت کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

کلام الملوک ملوک الکلام

حضورِ خسروِ معظم تاجدارِ دکن کا نعتیہ کلام

عشقے بدلم ہست ز سردارِ مدینہ
یارب سرِ من کن بہ سرِ کارِ مدینہ

چوں مسکنِ آں مطلعِ انوارِ خدا ہست
نوریست عیاں از در و دیوارِ مدینہ

یک نفحۂ عنبر بدماغم برساں زود
اے بادِ صبا زاں گلِ بے خارِ مدینہ

اے شیخ ترا جنتِ فردوس مبارک
باشم منِ شوریدہ و گلزارِ مدینہ

از بہرِ خریداریٔ رحمت ملک آئند
پا ساختہ از سر سوئے بازارِ مدینہ

اے ساقیٔ کوثر ز فیوضِ تو بخواہد
ایں تشنہ دہن شربتِ دیدارِ مدینہ

از عرش بہ ہر شام و سحر بہرِ زیارت
افواجِ ملائک شدہ حضارِ مدینہ

عمریست کہ ہستم بدل و جاں منِ شیدا
جویندہ و مشتاق و طلبگارِ مدینہ

باشد چہ فلک۔ عرشِ بریں نیست مثالش
اے صلِّ علیٰ رفعتِ انوارِ مدینہ

ہر خاک نشیں تخت نشیں است در آں جا
چتر است بسر سایۂ اشجارِ مدینہ

از لطفِ عمیمِ شہِ لولاک عجب نیست
عثماں برسی گر تو بہ دربارِ مدینہ

کلمات طیبات

قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت مولنا حافظ حاجی پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علیپوری لا زالت شموس فیضہ بازغۃ

انسان کا دل اللہ تعالےٰ کے دیکھنے کی جگہ ہے اس کو آلائشوں سے پاک رکھنا چاہیئے دل کی مثال کشتی کی مانند ہے جس طرح کشتی پانی پر تیرتی ہے اسی طرح انسان کا دل دنیا میں رہنا چاہیئے۔ اگر کشتی میں پانی داخل ہو جائے تو اس کے ڈوب جانے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ دل بھی وہی سلامت رہ سکتا ہے جو ماسوا اللہ کے خیالات سے پاک وصاف ہو۔ جس خوش نصیب کو صفائی باطن حاصل ہو جائے وہی صحیح معنوں میں صوفی کہلانے کا مستحق ہے جو لوگ دنیا سے علیحدگی اختیار کر کے پہاڑوں یا جنگلوں میں بیٹھ کر صوفی بننا چاہتے ہیں وہ ہرگز ہرگز منزل مقصود تک پہنچ نہیں سکتے کیونکہ یہ امر شریعت وطریقت کے برخلاف ہے۔ انسان کے ذمہ یہی فرض نہیں کہ وہ اپنے دل ہی کی صفائی میں مصروف رہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ عوام الناس کو بھی فائدہ پہنچائے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ایسا بندہ مقبول ہوتا ہے جس سے خدا کی پیاری مخلوق کو فوائد پہنچیں۔ دراصل طریقت کا پہلا رکن بھی یہی ہے ؏

طریقت بجز خدمت خلق نیست

دو کام کرنے والوں کے نزدیک ایک کام کرنے والے کی ہستی کیا ہے۔ یعنی صوفی کو دو کام کرنے چاہئیں۔ ایک تو اللہ تعالےٰ کی یاد۔ دوسرے خلق اللہ کی خدمت ؏

ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق میں شامل

دل ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہے اور جسم دنیا کے معاملات میں دل کا یکسو ہونا شرط ہے۔ اگر دل بھی دنیا میں لگ گیا تو پھر اسی طرح نقصان ہو گا جس طرح کشتی میں پانی داخل ہونے سے۔ الغرض بہادر وہی مرد خدا ہے جو دریا سے اپنی کشتی کو صحیح سلامت کنارے پر لگائے دریا میں کئی قسم کے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے یعنی دنیا

بھی دریا کی طرح ایک آزمائش کی جگہ ہے جب تک انسان آزمائش میں نہ پڑے تب تک درجہ کمال پر پہنچنا محال ہے۔

اپنی تکلیف کسی کے روبرو ظاہر نہ کرنی چاہیئے اس لئے جو کچھ بھی اس پر گذرے اپنی جان پر سہے جائے اپنی تکلیف سے دوسرے کو رنج نہ پہنچائے خدا کے پاک بندوں کا یہی دستور العمل ہے۔ ع

رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں

اللہ والے ہر حال میں خوش رہتے ہیں اور اپنے حقیقی مولا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ ع

اچھے ہیں وہی لوگ جو ہر حال میں خوش ہیں

خدا کے متوالوں کی یہی نشانی ہے کہ وہ اپنے مالک کا شکوہ نہیں کرتے بلکہ اپنا عزیز وقت اس کی حمد وثنا اور ذکر و فکر میں گذار دیتے ہیں خدا کی یاد سے کسی وقت غافل نہیں ہوتے بلکہ زبان حال سے یہ کہتے ہیں ع

جو دم غفلت میں ہے وہ کفر میں ہے

اپنے آپ کو حضوری میں سمجھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی مرضی پر تسلیم و رضا رکھتے ہیں سب کام اپنے کرتے ہیں مولا کے حوالے + نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

خداوند کریم قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے وتبتل الیہ تبتیلا۔ سب کو چھوڑ میرا ہو رہو۔ جب انسان ہر ایک بات اس کی رضا کے مطابق کرے اور حقیقی معنوں میں اس کا بندہ بن جائے تو پھر خدا تعالےٰ بھی اپنے بندے کی لاج رکھتا ہے اور اس کی التجا کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے کسی کا قول ہے ع

تو جب میرا ہو رہے سب جگ ترا ہو

ایک شخص نے غلام خریدا اس سے پوچھا کیا کھائیگا غلام نے جواب دیا جو آپ کی مرضی پھر مالک نے کہا کیا کام کریگا۔ غلام نے عرض کی جو آپ کی مرضی۔ مالک نے جس قدر سوال کئے یہی جواب دیا جو آپ کی مرضی اس پر مالک غلام سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو عجب آدمی ہے کیا ہر بات میں میری ہی مرضی کیا کریگا۔ غلام نے جو جواب دیا وہ ذرا سوچنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ غلام نے اپنے مالک کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں نے اپنی مرضی ہی کرنی ہوتی تو آپ کے ہاتھ فروخت نہ ہوتا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

درحقیقت غلام بننے کے معنی بھی یہی ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے آقا کے حوالے کر دے ہم تھوڑی دیر کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہمارا ایمان اپنے اصلی مالک پر اس غلام جیسا بھی ہے کہ نہیں تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ بڑے بڑے نام ہیں۔ بندہ یا غلام کا تو یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے آقا کی رضا کے سامنے راضی رہے اور اس کے فرمان کو بسر وچشم قبول کرے۔ اس کے برعکس عام لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان کو کوئی تکلیف محسوس ہو تو فوراً یہ کہدیتے ہیں کہ خدا ہم پر ظلم کرتا ہے یہ ان لوگوں کی محض بکواس ہے۔ اگر کوئی دعا مانگے تو اس میں ذرہ دیر ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی شکائتیں کرنے لگ جاتے ہیں گویا درپردہ ایسے لوگ خدا بننا چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو بندہ بنانا چاہتے ہیں کہ وہ ہماری مرضی کے ماتحت ہو۔ افسوس صد ہزار افسوس ایسے اشخاص کی عقل و دانش پر کہ آقا غلام کے ماتحت ہو جائے حالانکہ ابتدائے آفرینش سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ غلام کو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے اللہ تعالےٰ ہماری دعائیں قبول کرے یا نہ کرے ہمیں یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ چون وچرا کریں بلکہ ہمیں سر تسلیم خم ہونا چاہیئے ؎

وہ مانیں نہ مانیں انہیں اختیار — ہمیں رات دن التجا چاہیئے

خدا کے بندے تو اپنی زبان ہلانا بھی گستاخی و بے ادبی سمجھتے ہیں اور اپنی زبان کو مہر سکوت لگا بیٹھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جس بات میں ہمارا مولا خوش ہے ہم بھی اسی میں راضی ہیں۔ ع

لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

نعت شریف

از سر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔اے بیرسٹر ایٹ لا لاہور

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا قفس جنت میں ان بہا ہو
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدیں کر کے منا منا کر

بہارِ جنت کو کھینچتا تھا ہمیں مدینے سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اسکو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

لحد میں سوتے ہیں تیرے شیدا تو حور جنت کو اسمیں کیا ہو
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر

تری جدائی میں خاک ہونا اثر دکھاتا ہے کیمیا کا
دیارِ یثرب میں آ ہی پہنچے صبا کی موجوں میں مل ملا کر

شہیدِ عشقِ نبی کے مرنے میں بانکپن ہی ہیں سو طرح کے
اجل ہی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے سینے پہ زہر کھا کر

کبھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنسِ عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے درِ شفاعت دکھا دکھا کر

کرے کوئی کیا کہ تاڑ لیتی ہے لاکھ پردوں میں بھی شفاعت
رکھے تھے ہم نے گناہ اپنے ترے غضب سے چھپا چھپا کر

بتائے دیتی ہے اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مگر اب ہاتھ لا ادھر کو دیں سے لائی ہے تو اڑا کر

تری جدائی میں مرنے والے فنا کے تیروں سے بے خطر ہیں
اجل کی ہم نے ہنسی اڑائی اسے ہی مارا تھکا تھکا کر

ہنسی ہی کچھ نکل رہی تھی مجھے بھی محشر میں آ گئی ہے
کہیں شفاعت نہ لیگئی ہو میری کتابِ عمل اڑا کر

اُڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زلفِ معنبر ناکی
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی راہ میں ہی کچھ دیا کر

یہ پردہ داری تو پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے
دبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہوں دامنِ تر میں منہ چھپا کر

شہیدِ عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلیگی
اٹھا کے لائینگے خود فرشتے چراغِ خورشید کو جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے دل میں اسکو چھپا چھپا کر

خیالِ راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ میری نعت کا عطا کر

رسولِ عربی

ازجناب مولانا گرامی شاعرِ خاص حضور نظام شہریار دکن

ز اسرارِ خفی شرح دہم بوالعجبی ست — ز انوارِ جلی سخن کنم بے ادبی ست
گفتند بے خلیل و داؤد و کلیم — شاہنشہِ انبیاء رسولِ عربی ست

خاور چکد از شبنم با ایں تیرہ شبی — کوثر چکد از ہم با ایں تشنہ لبی
اے دوست ادب، کہ در حریمِ دلِ ماست — شاہنشہِ انبیاء رسولِ عربی ست

جماعت کے خریداروں کی تعداد ایکہزار

ہمیں سخت افسوس ہے کہ اس قلیل مدت میں یارانِ طریقت کی بے توجہی و سرد مہری کیوجہ سے "جماعت" کو تین سَو روپے سے زائد کی زیر باری ہوئی ہے۔ اگر خدانخواستہ پیر بھائیوں نے کچھ دنوں اور اسی طرح "جماعت" کے ساتھ سلوک روا رکھا تو "جماعت" کو ناگوار مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس محبوب رسالہ کے شاندار بنانے میں جو تجاویز ہم نے سوچی ہوئی ہیں وہ سب خاک میں مل جائیں گی۔ جماعت کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ہے مگر اخراجات کتابت، طباعت، اور کاغذ وغیرہ اس قدر زیادہ ہیں کہ موجودہ رفتار خریداری کسی طرح قابلِ اطمینان نہیں اس وقت تک جو مالی نقصان ہو رہا ہے اس سے بچنے کیلئے ایک ہزار خریداروں کیضرورت ہے۔ لہذا تمام بہی خواہانِ جماعت سے عموماً اور طریقت مآب حضرت صاحبزادہ مولانا حافظ سید شاہ نور حسین صاحب سلمہ ربہ سے خصوصاً مؤدبانہ گذارش ہے کہ اب جس طرح بھی ہو سکے بہت جلد ہر ایک پیر بھائی کم سے کم پانچ پانچ خریدار پیدا کرنیکی کوشش کرے اور عند اللہ ماجور ہو اگر مذہب و ملت سے محبت رکھنے والے بزرگوں نے توسیع اشاعت کیلئے عملی طور پر کوشش شروع کر دیں تو ان شاء اللہ تھوڑے ہی دنوں میں جماعت کے خریداروں کی تعداد ایکہزار ہو سکتی ہے

معارف القرآن

والعصر:۔ حق سبحانہ تعالےٰ عزّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا ہے "والعصر" اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے زمانہ کی قسم کہ جو تمام زمانوں سے بہتر اور مبارک زمانہ ہے۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قسم کیوں کھائی ہے۔ اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تخصیص کس وجہ سے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید ٹھیک ٹھیک بلا کسی تفاوت کے محاورہ عرب کے موافق نازل ہوا ہے۔ اہل عرب کا قاعدہ ہے اور محاورہ ہے کہ جب وہ کسی امر کو وثاقت کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو قسم کھاتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے اس موقعہ پر اہل عرب کے مسلمہ قاعدے اور محاورہ کو ملحوظ رکھ کر قسم کھائی ہے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ "اتقان" میں لکھتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں جہاں جہاں قسمیں کھائی ہیں وہاں ہر موقعہ پر محاورۂ عرب کو ہی ملحوظ رکھا ہے؛ تاکہ مخاطبین پر ارشاد و ہدایت کا اثر ہو۔ اب یہ سوال باقی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی قسم کیوں کھائی اور مخاطبین پر حضور کے زمانہ کی قسم کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک زمانہ باعتبار غلبۂ حق اور زوال باطل کے ایک بیّن ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ بیشک جن لوگوں نے حق تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اعمال صالحہ اختیار کئے اور جو اعلائے کلمۃ الحق اور وصیت "بالصّبر" میں ثابت قدم رہے وہی کامیاب اور فائز المرام ہوئے جنہوں نے شرائع الٰہی کو پس پشت ڈال دیا، اور احکام الٰہی کو ٹھکرا دیا وہ نقصان و خسارہ میں رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جو زبردست انقلاب واقع ہوا اس کی مختصر کیفیت یہ ہے:۔

تاریخ بتلا رہی ہے کہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں خدا کی زمین پر عظیم و جلیل ابطال و تاریکیوں نے قبضہ کر رکھا تھا، ۵۷۰ء میں مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک شرک و کفر اور جہالت و معصیت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یورپ میں ایک بہت بڑا بت جس کو ووڈن "Woden" کہتے تھے خدا سمجھا جاتا تھا، ہر سمت اور ہر حصہ میں

خونریزی و بدامنی کی آگ کے خوفناک شعلے بھڑک رہے تھے۔" فارس میں تند زمین اور زن کے جھگڑوں کے سوا کسی بات سے غرض نہ تھی۔ لوگ خدا کی عبادت اور اخلاق حسنہ کے نام سے بالکل غیر مانوس تھے۔ "چین" میں خدا کی وحدانیت نام کو باقی نہ رہی تھی، بادشاہ کو لوگ خدا سمجھتے تھے اور بعض خدا کا سماوی فرزند یقین کرتے تھے۔" "ہندوستان" میں سانپ، شہد کی مکھی، پتھروں کے بُت، بندر، ہاتھی اور گائے کی پرستش ہوتی تھی لوگوں کا یقین تھا کہ یہ سب خدا کے نائب ہیں۔ بعض کا عقیدہ تھا کہ خدا ان کے اندر سمایا ہوا ہے۔"

"مصر" میں ہزاروں فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ ہر ایک فرقہ کا علیحدہ علیحدہ معبود تھا، بڑے بڑے بت تراش کر نصب کیے گئے تھے جنکو معبود کہا جاتا تھا۔" خطۂ عرب کہ جہاں پر مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کس حالت میں تھا؟ اس کا جواب کسی قدر تفصیل کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔"

"اہل عرب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے بالکل نا آشنا ہو گئے تھے، سنگ پرستی سب سے زیادہ اسی خطہ میں رائج ہو گئی تھی۔"

"فحش" فحش نہ تھا، ہر شخص اقوال و افعال میں آزاد تھا۔ نوجوان العمر دوشیزہ لڑکیوں کے متعلق نام بنام اشعار کہے جاتے اور پھر انتہائی بیحیائی کے ساتھ ارمان پورے کیے جاتے تھے۔"

"زنا" بجائے ندامت اور شرمندگی کے فخر کیا جاتا تھا اور اس فخر کو ہر ممکن سعی و کوشش کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا تھا۔"

"نشہ" سے زیادہ کوئی مرغوب و محبوب شغل نہ تھا، لوگ اس قدر شراب پیتے تھے کہ مدہوش ہو کر شرمناک حرکتیں کرتے تھے اور فخر کرتے تھے۔"

"جُوا" شرفا قوم کا بہترین شغل تھا۔ بڑے بڑے مقامات پر باقاعدہ قمار خانے کھلے ہوئے تھے۔"

"سود خواری" سب سے زیادہ مرغوب پیشہ تھا۔ جو سب سے زیادہ سود خوار ہوتا تھا وہی بہت بڑا معزز اور دولت مند سمجھا جاتا تھا۔"

"حرام خوری" عام طور پر لڑکیوں اور لونڈیوں کو بازار میں خیموں کے اندر بٹھلایا جاتا

تھا۔ اور عصمت فروشی کرائی جاتی تھی جبقدر آمدنی ہوتی تھی اس سے دعوتیں ہوتی تھیں اور فخر کیا جاتا تھا۔
ڈاکہ زنی۔ بہت سے قبائل کا آبائی پیشہ تھا۔ خدا کے بندوں کی جانیں ضائع کرنا مسافروں کو ہلاک کر ڈالنا ایک قسم کی شجاعت سمجھی جاتی تھی۔
مصیبت و کلفت کے وقت لات ومنات اور اساف ونائلہ جیسے بتوں کے سامنے گریہ زاری کی جاتی تھی، منتیں مانی جاتی تھیں اولاد کی قربانیاں کی جاتی تھیں اور پتھروں سے حاجتیں طلب کی جاتی تھیں۔
جدال وقتال، دن رات کا مشغلہ تھا ہمیشہ خونریزیاں ہوتی رہتی تھیں۔ دو قبیلوں کے درمیان جب جنگ چھڑ جاتی تھی تو پچیس پچیس، چالیس چالیس برس تک جاری رہتی تھیں۔ اس قسم کی لڑائیاں شعر وشاعری یا ڈاکہ زنی یا کنوئوں سے پانی بھرنے پر ہو جاتی تھیں۔ مردار جانوروں اور مرے ہوئے مویشیوں کو بلا تکلیف کھاتے تھے عورت کی حیثیت نہایت ذلیل تھی۔ عورت کسی قسم کے حق نہ رکھتی تھی۔ ہر شخص جتنی عورتیں چاہتا رکھ سکتا تھا کوئی تعداد مقرر نہ تھی سوتیلی ماں کے ساتھ شادی جائز تھی، رشتہ داروں کے گھر کھانا پینا میل جول رکھنا ساتھ بیٹھ کر کھانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔"

۲۸ اگست ۵۷۰ء کو بڑے بڑے راہبوں اور کاہنوں نے اعلان کر دیا تھا کہ محمد پیغمبر آج پیدا ہو گئے۔ وہ مذہب حق کا اعلان کریں گے، اور دنیا سے تاریکی وگمراہی کو مٹائیں گے۔ جو لوگ ان کے حامی ہونگے وہ نفع حاصل کریں گے، اور جو ان کی مخالفت کرینگے، ٹوٹے اور نقصان میں رہیں گے۔ بعض لوگوں کو کاہنوں کی پیشینگوئیوں اور اعلانات سے خوشی ہوئی، بعض کو تعصب کی وجہ سے رنج ہوا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا میں کیا انقلاب واقع ہوا، گمراہی و ضلالت کا کیوں کر استیصال ہوا، توحید کی روشنی کس طرح پھیلی؟
صفحات تاریخ بتلاتے ہیں کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہر ہونے پر شرک وکفر کا زور گھٹ گیا، بت پرستی وسلاطین پرستی نہ رہی، سنگدلی وخونخواری کی بجائے رحمدلی ومنکسر المزاجی اور عداوت ومعاندت کی بجائے اخوت وہمدردی پیدا ہو گئی، بت پرست خدا پرست بن گئے

ظالم وسفاک، رحمدل، نیک مزاج ہو گئے، زانی شراب خوار سود خوار بڑے متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار بنگئے۔"

غرضکہ جس قدر افعال ذمیمہ واطوار شنیعہ شائع تھے، اعمال صالح واخلاق فاضلہ سے مبدل ہو گئے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

محمد زاہد قادری

احادیث قدسی

(از جناب مولوی ظفر علی خان صاحب بی اے علیگ مالک اخبار زمیندار لاہور)

پیمبر سے سفیان نے عرض کی	کہ سمجھایئے دین کی مجھ کو لم
بھرا کوزہ میں دجلہ یوں آپ نے	قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ
بے لاگ بات بال برابر لگی نہ رکھ	فرما گئے ہیں حضرت خیر البشر یہی
اظہار امر حق میں نہ ہو خوف دار و گیر	ہے اعظم الجہاد بحکم خبر یہی
اک دن نبیؐ نے حلقۂ اصحاب میں یہ لفظ	دوہرائے تین بار کہ "ناک اس کی کٹ گئی"
اصحاب نے کہا کہ یہ کمبخت کون ہے	توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی
ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزند ناخلف	گھر جس کے جنت آئی اور آکر پلٹ گئی
ماں باپ کا جسے نہ بڑھاپے میں ہو خیال	اس ناسعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی
جب اک دن سرور کون ومکاں کو دست اقدس پر	سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا کہہ کہ کچھ لوگوں نے بیعت کی
تو شان رحمۃ للعالمینی کا تقاضا تھا	کہ اس بالسمع والطاعۃ میں قید استطاعت کی
ہٹے بالشت بھر بھی تم اگر ملت کے دامن سے	تو کٹ کر گر پڑے گا رشتۂ اسلام گردن سے

تاریخ فقہ

(رقم زدہ مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب رحمانی سابق مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

تجربہ مشاہدہ اس پر گواہ ہے کہ تمام آدمی قابلیت، فہم و فراست میں برابر نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے ایک استاد، ایک نصاب ایک ہی وقت کی تعلیم کا تمام طلبہ کی علمی حالت پر یکساں اثر نہیں پڑتا۔ اس لیے ہر عالم میں درس و تعلیم و ارشاد و ہدایت۔ فیصلہ۔ افتا کی قابلیت کا ہونا ناممکن ہے۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اگرچہ شرف صحبت کی اعلیٰ فضیلت میں شریک ہیں لیکن اس عام فطرتی اصول سے وہ بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اسی بنا پر صحابہ میں روایت حدیث اگرچہ تمام نے کی اور وہ مذہب اور دیانت کی رو سے ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ لیکن افتا۔ تعلیم۔ فیصلہ کی قابلیت اور استحقاق صرف چھ صحابہ کو تھا حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو موسیٰ اشعریؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت عمر۔ حضرت علی۔ معاذ بن جبل۔ ابو موسیٰ اشعری کے سوا کوئی صحابہ میں فتویٰ نہ دیتا تھا۔ عہدہ افتا کی خدمت انہی سے مخصوص تھی۔

صحابہؓ کے عہد میں انہیں فقہا صحابہ نے دو مجلسیں جدا جدا قائم کیں۔ ایک مجلس کے رکن حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن مسعود تھے۔ اور دوسری مجلس کے جناب امیرؓ۔ ابی ابن کعب ابو موسیٰ اشعری تھے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ زید بن ثابت جناب امیر کی مجلس میں تھے۔ اور ابو موسیٰ اشعری جناب فاروق کی مجلس میں۔ ان دونوں مجلسوں کا حسب ضرورت علیحدہ علیحدہ اجلاس ہوتا اور مسئلہ میں باہم ہر مجلس کے ارکان غور و فکر کرتے اور متفق ہو کر فیصلہ دیتے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ:-

کان قضاۃ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ عمر وعلی وابی بن کعب وعبد اللہ بن مسعود وابو موسی الاشعری وزید بن ثابت فکان قضاء عمر و ابن مسعود والاشعری یوافق بعضہم بعضا وکان قضاء علی وابی وزید بن ثابت یشبہ بعضہم بعضا

صحابہ میں چھ صحابی قاضی تھے۔ عمر۔ علی۔ ابی۔ ابن مسعود۔ اشعری۔ زید بن ثابت۔ متفق الرائے تھے۔ اور علی۔ ابی زید یہ تینوں متفق تھے۔ اور آپس میں مشورہ کرتے اور ایک

۱؎ اصابہ ۱۲ - ۲؎ تذکرۃ الحفاظ مناقب ابوموسیٰ مصنف عبدالرزاق ۱۲ - ۳؎ ذہبی ۱۲ ۴؎ آثار امام محمد وازالۃ الخفاء عن الحاکم ۱۲

وکان یاخذ بعضھم من بعض وکان زید یاخذ عن علی وابی حاجد لہ ۔ دوسرے کی رائے کو جانتے. اور زید نے تو علی۔ ابی سے اکثر مسائل دریافت کیئے ۔

ان دونوں مجلسوں میں اس قدر مسائل طے ہوئے کہ ہر ایک مجلس کے تمام فتاوے یک جا کیئے جائیں تو اس سے بڑی موٹی کتاب تیار ہو۔

ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری تو اکثر مسائل میں ابن مسعود پر حوالہ کر دیتے تھے. شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔ وابوموسیٰ اشعری باکمالیکہ داشت دربسیارے از مسائل عاجز شد و در حق عبداللہ ابن مسعود گفت لاتسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم یعنی ابوموسیٰ اشعری اپنی حیات ہی میں اکثر مسائل کا حوالہ ابن مسعود پر فرما دیتے اور صاف کہہ دیتے کہ جبتک ابن مسعود ہے مجھ سے نہ دریافت کیا کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشعری کو ابن مسعود کے فتووں سے اتفاق تھا اور زیادہ اعتبار ۔

ابن مسعود نے حضرت عمرؓ سے کسی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا بلکہ وہ حضرت عمرؓ کے مذہب اور قول کے سامنے اپنی رائے اور قول کو ترک کر دیتے تھے. اعلام میں ہے وکان یترک مذھبہ وقولہ بقول عمر وکان لایکاد یخالفہ فی شئی من مذاھبہ ویرجع الی قولہ من قولہ۔ یعنی ابن مسعود حضرت عمرؓ کے قول اور مذہب کے سامنے اپنے قول اور مذہب کو چھوڑ دیتے اور رجوع کرتے ۔ اور ابن مسعود فرمایا کرتے تھے لوان الناس سلکو وادیا او شعبا وسلک عمر وادیا وشعبا سلکت وادی عمر وشعبہ ۔ ازالۃ الخفا ۔ اگر تمام امت کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو اور عمرؓ اس کے مخالف ہوں تو میں عمرؓ کا راستہ اختیار کرونگا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مسعود کے فتاوے بعینہ حضرت عمرؓ کے فتاوے ہیں ۔ اس کے سوا ہی دونوں کا ایک مجلس میں ہونا اور مسائل میں متفق ہو کر فیصلہ کرنا اس امر کی کافی شہادت ہے کہ ابن مسعود اور فاروق اعظم کے فتاوے ایک ہیں ۔ ابن مسعود حالانکہ مجتہد اور فقیہ تھے لیکن اس پر بھی وہ حضرت عمرؓ کے سخت مقلد اور پیرو تھے اور ان کے قول کے آگے کسی کے قول کی پرواہ نہ کرتے تھے ۔ ابن مسعود نے اپنے اس طرز عمل سے تقلید شخصی کی بنیاد نہایت مستحکم کر دی یہ بھی قابل غور ہے کہ صحابی رسول خدا ۔ خادم خاص ۔ اہل زبان ۔ فقیہ اور مجتہد کو اس کی کیا ضرورت تھی ۔ وہ حضرت عمرؓ کی تقلید جامد کرے ۔ درحقیقت ابن مسعود کا یہ فعل

سلہ اصابہ ۱۲

نہایت دانشمندانہ اور اصلاح وتقوے پر مبنی تھا۔ کیونکہ اپنے سے افضل اور عاقل پر اعتماد کرنا اور اس کی بات کو نہ ماننا ہر اہل عقل کا دستور العمل ہے اور عقل کا یہی روشن فیصلہ ہے۔

دوسری مجلس کے ارکان میں حضرت ابی سے قراۃ قرآن اور تفسیر کے سوا کوئی شئے مروی نہیں[1]۔ اور زید بن ثابت اول تو مجتہد نہیں ہیں[2] دوسرے وہ حضرت علی اور ابی ابن کعب کے شاگرد ہیں۔ اب اس مجلس میں بھی جناب امیر کے سوا کسی کو فتاووں پر نظر نہیں پڑتی۔

الحاصل تمام صحابہ میں چھ فقیہ ہیں۔ اور ان چھ کے علم کا مخزن ابن مسعود اور جناب امیر ہیں۔ علامہ ابن قیم اعلام میں مسروق سے نقل کرتے ہیں قال مسروق شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمهم انتهی الی ستة الی وعلی وابن مسعود وعمر وزید وابو الدرداء وابن کعب۔ ثم شاممت الستة فوجدت علمهم انتهی الی علی وعبد اللہ۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں نے تمام صحابہ کا علم ان چھ میں پایا۔ عمرؓ۔ ابن مسعود علیؓ۔ ابیؓ۔ زید۔ ابو الدرداء۔ اور ان چھ کا علم ان دونوں میں دیکھا۔ علی۔ ابن مسعود بعض نے فقہاء صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس۔ معاذ بن جبل۔ ابو الدرداء کو بھی شمار کیا ہے لیکن ان میں سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی نسبت جو پہلے ہم لکھ آئے ہیں وہ پڑھو۔ علاوہ اس کے ابن عباس حضرت عمرؓ۔ علی۔ ابی کے شاگرد تھے اور ان کے علم کا سرچشمہ یہی حضرات تھے۔ ذہبی میں ہے وعامة علم ابن عباس من ثلاثة عمر علی ابی۔ اور حضرت معاذ کا عہد فاروقی کے آخر میں انتقال ہوا۔ اور ان سے بہت کم روایت ہے شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔ ومعاذ بن جبل در آخر زمان فاروق اعظم از عالم رفت وحدیث او چنداں باقی نماند۔ ازالۃ الخفا۔ جناب امیر کے علم سے اول تو اہل کوفہ کے سوا کوئی متمتع نہیں ہوا۔ دوسرے شیعہ اور روافض نے چونکہ ان کے علم میں اپنی طرف سے بہت کچھ اضافہ کیا ہے اسلئے وہ تمام نامعتبر اور غیر منقح قرار پایا۔ البتہ ابن مسعود کے شاگردوں سے جو جناب امیر کا علم منقول ہے وہ قابل اعتبار ہے۔

شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں۔ وعلم علی مرتضی جز کو مشہور نشد وچوں حاضر اں مجلس او غالباً شکریاں بودند علم او منقح نگشت واخرج مسلم عن المغیرة قال لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود۔ اسی وجہ سے عبد اللہ بن مسعود کے فتاوے اور فقہ زیادہ معتبر اور مشہور اور انہی کے علم کی زیادہ شہرت ہوئی

[1] ازالۃ الخفا ۱۲ [2] حجۃ اللہ البالغہ ۱۲

انہی سے بہت لوگوں نے پڑھا۔ انہی کے فتووں کا اعتبار کیا۔ انہی کے مسائل کو لکھا۔ جو توجہ اور اعتبار اور عام رجحان و میلان طلبہ کا اجتماع ان کی طرف ہوا وہ دوسرے صحابہ کی طرف نہ تھا۔ اعلام میں ابن قیم امام جریر طبری سے جو کہ فن تاریخ کے امام ہیں نقل کرتے ہیں قال محمد بن جریر لم یکن احد له اصحاب معروفون حرروا فتیاہ و مذاهبه فی الفقه غیر ابن مسعود۔ یعنی ابن جریر لکھتے ہیں کہ صحابہ میں ابن مسعود کے سوا کوئی ایسا صحابی نہ ہوا جسکے شاگرد نامور ہوئے ہوں اور اُس کے فتوے اور مذہب لکھا گیا ہو عبداللہ بن مسعود کے مذہب اور فتووں کی شہرت اور اعتبار کے اصلی اسباب ہیں۔ یہ چار بڑے سبب ہیں۔ اوّل تو عبداللہ بن مسعود کے فہم و فراست اور قابلیت۔ دوسرے جناب رسولؐ خدا کے تمام حالات سے واقفیت۔ تیسرے انک غلیم معلم کی مبارک پیشگوئی۔ چوتھے جناب رسول خدا کے یہ ارشادات:۔

(۱) تمسکوا بعهد ابن ام عبد (۲) فاحدثکم ابن مسعود فصدقوه

(۳) ما اقرأکم عبدالله فاقرءوه۔ (۴) رضیت لکم ما رضی لکم ابن ام عبد

(۵) رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد

علامہ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۸۰ جلد ۷ میں لکھتے ہیں۔ وکان من علماء الصحابة وممن انتشر علمه بکثرة اصحابه والاخذین عنه۔ یعنی ابن مسعود ان علمائے صحابہ سے ہیں جن کا علم دنیا میں بہت شائع ہوا۔ کیونکہ ان کے شاگرد اور ان سے روایت کرنیوالے بہت ہیں۔ بہر حال فقہا صحابہؓ کے وارث ابن مسعود اور جناب امیر ہوئے۔ اور تمام فقہاء صحابہ کے مسائل اور فتوے ان کے علمی خزانے میں محفوظ تھے اور ان دو میں سے ابن مسعود کا خزانہ محفوظ رہا۔ اسلامی دنیا اس سے فیضیاب ہوئی۔ ابن مسعود کے بعد ان کے علمی خزانہ کے وارث اور علمی ایوان کے جانشین و خلیفہ علقمہ ہوئے۔ علقمہؒ کے امام اعظم ابو حنیفہؒ ہوئے۔ جن کی قبولیت و شہرت اپنے مورث اعلیٰ ابن مسعود کی طرح تمام دنیا میں ہوئی اور ان کے شاگردوں اور پیروں کی تعداد بھی ابن مسعود کی طرح اسقدر ہوئی کہ دنیائے اسلام کی آبادی کا بڑا حصہ انہی سے آباد ہے۔ اور اسوقت بلاد اسلامیہ میں کوئی گوشہ اور قطعہ زمین کا ایسا نہیں جہاں اس فضل و کمال کے تاجدار کی روحانی حکومت نہ ہو۔

ؒ بعد ابراہیم۔ ابراہیم کے بعد حماد۔ حماد کے بعد ان تمام فقہاء صحابہ کے علوم کے وارث ×

خاتم النبیین

از جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (س الاحزاب پ ۲۲ ع ۲) لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر اور اللہ تمام چیزوں کے حال سے واقف ہے۔

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہری اور باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتفاع حاصل ہے اور آپ کا وجود باوجود خیر مجسم اور مقربین سے اعلیٰ و اکمل اور الوہیت کا مظہر اتم ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجٰت (س البقرہ پ ۳ ع ۱) یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے اس آیہ شریفہ میں صاحب درجات رفیعہ سے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جنکو ظلی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات جو کمالات الوہیت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے ہیں سلسلہ جمادی کی طرف نظر غائر ڈالو تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ یہ سلسلہ ایک چھوٹے سے چھوٹے جسم سے جو ایک ذرہ ہے شروع ہو کر ایک بڑے سے بڑے جسم پر جو نیر اعظم ہے منتہی ہوا ہے آفتاب ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی جسم جمادی موجود نہیں اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ سلسلہ جمادی میں خداوند تعالےٰ نے آفتاب کو ایسا عظیم الشان نافع اور ذی برکت وجود پیدا کیا ہے کہ طرف ارتفاع میں اس کی برابر کوئی وجود نہیں یہی حال روحانی سلسلہ کا ہے چونکہ جسمانی اور روحانی دونوں سلسلے ایک ہی صانع حقیقی کے ہاتھ سے نکلے ہیں اس بنا پر بادنیٰ تامل یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس طرح جسمانی سلسلہ میں اختصاص و ارتفاع موجود ہے اسی طرح روحانی سلسلہ میں بھی ہے۔ روحانی سلسلہ میں انتہائی نقطہ اختصاص پر جو شر انگیز وجود ہے اس کا نام قرآنی اصطلاح میں شیطان ہے اور جو وجود باوجود خیر مجسم رحمۃ للعالمین انتہائی نقطہ ارتفاع پر واقع ہے وہ حضرت سرورکائنات

موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ روحانی آفتاب ہیں اور آپ کو اللہ نور السموات والارض نے اس کثرت اور کمال باطنی سے نور عطا فرمایا ہے کہ آپ نور مجسم ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام نامی قرآن مجید میں نور اور سراج منیر بھی مذکور ہوا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین (س المائدہ پ ۶ ع ۷) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور ہدایت اور قرآن آچکا ہے جس کے احکام صاف وصریح ہیں۔ یاایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (س الاحزاب پ ۲۲ ع ۶) اے نبی ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور بدوں کو اس کے عذاب سے ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم روحانی آفتاب اور نور مجسم ہیں آپ کو جو کتاب خداوند تعالےٰ نے عطا فرمائی اس کا نام بھی نور ہے۔ فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر (س التغابن پ ۲۸ ع ۱) لوگو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور نیز نور ہدایت یعنی قرآن جس کو ہم نے اتارا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے آپ کی بعثت کی غرض وغایت بھی یہ ہے کہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔ الٓر کتٰب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید (س ابراہیم پ ۱۳ ع ۱) اے پیغمبر یہ قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اس کو ہم نے تم پر اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ یعنی اس ذات پاک کے رستہ پر لاؤ جو سب سے زبردست اور ہر وقت اور ہر حال میں تعریف کے لائق ہے۔

جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر دین اسلام مکمل ہو گیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (س المائدہ پ ۶ ع ۱) اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لئے اسی دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اسلام میں تمام دنیاجہان کی صداقتیں موجود ہیں کوئی صداقت کسی الہامی کتاب میں ایسی نہ نکلے گی جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ فیھا کتب قیمۃ (س البینہ پ ۳۰ ع ۲۸) اور ان (کلام الٰہی کے مقدس اوراق) میں پکی اور معقول باتیں لکھی ہیں

جسقدر حصہ آیتیں ہیں ان کو دلائل قاطع اور براہین ساطع سے مبرہن کیا گیا ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے وہ سب سے پہلے اور سب سے آخری کتاب ہے جس نے اپنے مسائل کی بنیاد عقل پر رکھی ہے۔ قرآن مجید کی طرز تعلیم کو بہ نظر غور و تعمق دیکھو تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنا کوئی حکم بجبر نہیں منواتا بلکہ اس نے اپنے پیروں کو جہاں کہیں کسی مسئلہ کی تلقین کی ہے اس کے ساتھ اس کی دلیل بھی بیان کردی ہے قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جن میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ مذہب کو عقل سے ماننا چاہیئے کیونکہ خدا تعالے نے قرآن شریف میں کسی مسئلہ کی تلقین نہیں فرمائی جس کی دلیل عقلی بھی ساتھ ہی بیان نہ فرمائی ہو جیسا کہ فرمایا قد جاءکم بصائر من ربکم (س الانعام پ ۷ ع) خدا کی طرف سے دلیلیں تمہارے پاس آئیں۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو جو معجزے عطا ہوئے وہ ان کی رحلت فرماتے کے ساتھ ہی صفحہ دنیا سے ناپید ہو گئے۔ ان کی کتابیں بھی دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں تراجم و تحریف کی وجہ سے ان میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے جناب ختمیت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ وہ کتاب مبین ہے جس میں مرور ایام سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ساڑھے تیرہ سو سال منقضی ہو گئے ہیں قرآن شریف الآن کما کان موجود ہے اور تا قیام قیامت موجود رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خداوند تعالیٰ ہے جس نے اس کو نازل فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (س الحجر پ ۱۴ ع ۱) بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ غور کرو یہ قرآن شریف کے حق میں پیشین گوئی ہے اور کیسی عمدہ طرح پر پوری ہو رہی ہے۔ خدا نے مسلمانوں کو اس کی زبان یاد کرنے کا شوق دے دیا ہے۔ دنیا میں اس کثرت سے حافظ قرآن ہمہ وقت موجود رہتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ بفرض محال مکتوبی قرآن روئے زمین سے معدوم ہو جائیں تو بھی قرآن کا ایک جملہ بلکہ ایک لفظ ایک حرف بھی نہ ضائع ہو سکتا نہ بدلا جا سکتا ہے۔

قرآن شریف کے سوا کسی آسمانی کتاب کو یہ فضیلت حاصل نہیں قرآن مجید کی حفاظت اخیر زمانہ تک فرشتے کرینگے۔ اس کے خلاف کوئی غلطی ثابت نہیں ہو سکتی سائنس نے بیحد ترقی کی ہے تاریخ فلسفہ میں کیسی موشگافی کی جاتی ہے مگر قرآن شریف کی کوئی بات خلاف واقعہ ثابت نہ ہو سکی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید

(پ حم السجدہ ۲۴ پ ع) (یہ قرآن بڑے پایہ کی کتاب ہے) جھوٹ نہ تو اس کے آگے کی طرف سے اس کے پاس پھٹکنے پاتا ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے کیونکہ حکمت والے سزاوار حمد وثنا یعنی خدا کی اتاری ہوئی ہے۔ علوم وفنون خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کریں مگر قرآنی تعلیم پر دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کی اصلاح کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کی کتابیں خاص مکان و زماں سے مختص تھیں۔ ان کی سوانح سے زندگی کے ہر شعبہ کیلئے ہدایت نہیں مل سکتی جناب خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا جہاں کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے قرآن شریف نہ کسی خاص مکان کیواسطے نازل ہوا اور نہ کسی خاص قوم کے واسطے بلکہ برخلاف دیگر کتب سماوی کے تمام زمین کے واسطے اور قیامت تک سب زمانوں کے واسطے اور سب قوموں کے واسطے خداوند تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

آقائے نامدار علیہ افضل الصلوٰۃ کی پاک زندگی ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے بطور نیک مثال کے موجود ہے کیونکہ حضور نے ہر رنگ میں زندگی بسر کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ آپ ہر حالت میں انسان کامل مظہر اتم الوہیت فخر رسل اور خاتم النبیین تھے۔ آپ عادل وکرم گستر اور نامور ومقتدر بادشاہ تھے۔ آپ بہادر جفاکش اور مظفر و منصور سپہ سالار تھے۔ آپ متدین راستباز خوش معاملہ اور نیک نیت تاجر تھے۔ آپ رحم دل اور ہمدرد قبیلہ پرور تھے۔ آپ مجمع مکارم اخلاق دوست تھے اور وقت پر اپنے پرائے کے کام آنیوالے تھے۔ آپ عین فتح مکہ کے دن ان جانی دشمنوں کو جن کی شرارتوں سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ لا تثریب علیکم الیوم کے کلمات طیبات سے معاف فرمایا۔ الغرض زندگی کے ہر شعبہ کیلئے آپ کا ہر دن بلکہ ہر ساعت بلکہ ہر لحہ ایک سبق ہے جس پر عمل کرنے سے ہر قسم کی کامیابیاں حاصل ہوسکتی ہیں۔ اسی بنا پر اسلام نے اپنے متبعین کے سامنے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل و پاک زندگی کے از سر تا پا اعمال بطور نمونہ کے پیش کئے ہیں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (س الاحزاب پ ۲۱ ع ۱۹) بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو پیروی اور اتباع کیواسطے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اسلام کا معیار بزرگی

(جناب مولنا مولوی ابومحمد امام الدین صاحب رام نگری)

نسیم چلتی ہے تو وہ شاخ گل ہی سے نہیں کھیلتی بلکہ ببول کی کانٹوں بھری خشک ڈالی کو بھی پیار کرتی ہے۔ ابر زندگی بار باغ و مزرعہ پر ہی نہیں برستا صحرا کو بھی سیراب کردیتا ہے سورج اور چاند امیروں کے محلات اور بادشاہوں کے قصور ہی کو بقعۂ نور نہیں بناتے کھنڈر اور جھونپڑوں پر بھی نقرئی و زریں قلعیاں پھیر دیتے ہیں۔ غرض فطرت کسی کے ساتھ بخیل نہیں اس کا فیض عام ہے اسی طرح اسلام بھی چونکہ فطری دین ہے اس لئے اس کے فیوض و برکات بھی تمام انسانوں کیلئے یکساں ہیں، وہ کسی کی تفریق نہیں کرتا، وہ سب کو کسب فضیلت کا یکساں موقع دیتا ہے۔ اس کے ہاں کسی قوم کسی درجہ کسی پیشہ کی خصوصیت نہیں، اسلام میں ہر اس شخص کیلئے کسب فضیلت کا دروازہ کھلا ہوا ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے، اور یہی اسلام کا معیار بزرگی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (پ ۲۶ س حجرات)

لوگو! ہم نے تمکو ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور تمکو گروہ اور قبیلہ قبیلہ بنایا۔ تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو لیکن تم میں سب سے بزرگ وہ ہے جو تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے۔

برادران وطن! اسلام میں ذات پات کی قید اور ورنوں کا بندھن نہیں ہے۔ اسلام میں کوئی شودر نہیں، اس میں سب چھتری اور برہمن یعنی معزز اور اعلیٰ قوم کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ "عزت اللہ کیلئے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کیلئے ہے"، اگر تم نے خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار کرلیا تو بس اسلامی

برادری کے برابر کے معزز رکن بن گئے۔ اب تم سے کوئی یہ نہ پوچھے گا کہ تم مسلمان ہونے سے پہلے کس قوم اور کس ذات سے تھے۔ اسلام کو تمہاری ذات اور قوم سے کوئی واسطہ نہیں، صرف تمہارے ایمان سے غرض ہے۔ اب تم مسلمان رہ کر جسقدر خدا سے ڈروگے جسقدر پرہیزگاری اختیار کروگے، جہاں تک اسلام کے امر ونواہی بجالاؤگے خدا کے نزدیک مراتب ومدارج پاتے چلے جاؤگے۔

اخوان ملت! آپ بھی اپنے بھولے سبقوں کو یاد کریں، غلط روی سے باز آئیں وہ بے جا خیالات جو برادران وطن کی ہمسائگی کا نتیجہ ہیں اپنے دماغ سے نکالدیں، تمہارا منصب گمراہوں کو راہ بتانا ہے نہ کہ دوسروں کو گمراہ دیکھکر گمراہ ہوجانا۔ تم نے اسلام کے معیار بزرگی کو پس، پشت ڈال کر اپنا خود ساختہ معیار علیحدہ قایم کر رکھا ہے۔ تم ایک دیندار متقی مسلمان کو "ملا" کہتے ہو۔ اور اسلام کے امر ونواہی سے بے پرواہ وبے خبر سوٹ بوٹ سے ملبوس مسلمان کو "جنٹلمین" تم نے عزت کا معیار، خوش پوشی، خوش خوری، دولت، حکومت، عہدہ، ذات کو قرار دے رکھا ہے۔ معمولی لباس پہننے والا، معمولی کھانا کھانے والا، محنت ومزدوری وصنعت وحرفت سے معاش پیدا کرنیوالا، تمہاری تقسیم کے مطابق نیچی ذات سے تعلق رکھنے والا، خواہ کیسا ہی پاک باطن اور تقوای شعار ہو کمینہ اور ذلیل ہوتا ہے۔ یہ ضلالت اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ تم برادران وطن اور ابنائے مغرب کی تقلید چھوڑو، مسلمان ہو مسلمان بن کر رہو تمہارے خود ساختہ معیار بزرگی سے اسلام کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے لہذا اسے ترک کر کے اس معیار بزرگی کو اختیار کرو جو اسلام کا قایم کردہ ہے۔

فضائے مدینہ

(از جناب مولوی سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی بی اے)

دلم جوید تجلائے مدینہ — سرم خواہد تماشائے مدینہ
ز نور حق جہاں را کرد معمور — زہے فیض تجلائے مدینہ
خوشا و خنک جان غم را نوازد — نسیم راحت افزائے مدینہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک — نباشد خلد ہمتائے مدینہ
شود تصویر جنت پردہ چشم — چو بیند حسن زیبائے مدینہ
ملائک عزم او وہ از آسماں کرد — زہے سرکار والائے مدینہ
مرائے کاشکے حسرت بخواند — غلام خویش مولائے مدینہ

قصیدہ نعتیہ

(از جناب مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

الا اے ساربان بربندِ محمل — کہ شد خورشید را محمل بمنزل
سبک بردار سر از بالشِ خواب — کہ نالاں شد جرسہا در قوافل
دلم ز افسردگی از کار رفتہ است — سرت گردم مشو از چارہ غافل
بگلبانگِ حدی برکش نوائے — کہ بندِ صبر دل بر دار از دل
نشستن فارغ از دل دوز میدان — چو زد ناخن بدل یادِ منازل
توقف را مثل دانی چہ آرم — غبارِ خاطرِ محمول و حامل
دریں منزل گہم آرام جاں نیست — بہ بختی کن زمامِ سیر عاجل
فلک در التماسِ مہلت آمد — دمادم میدمد در گوشم آجل
ولے چوں شوقم آمد کار فرما — بر آوازِ جرس گوید کہ عجّل
خرامانند در کہسار کبکاں — سراپا ماندہ بر گلبن عنادل
دریں کہسار و طرفِ لالہ زارش — طنابِ خیمہ را پیوند بگسل
دریں وادی منم خضرِ رہ خضر — وکم من عالمٍ یہدی بجاہل
مہارِ بختیم در دستِ من نہ — رفیقم گر نہ فاللّٰہ کافل
بپایاں می برم دشت و جبل را — من و ایں جملہ رنجِ راہ و بازل
ببوئے وصلِ یارے دلنوازے — چہ خوش باشد بشب قطعِ مراحل
بویژہ آنکہ خلاقش لقب کرد — بداتیوں ازل فخر الاماثل
محمد انجمن آرائے ہستی!! — سر و سر حلقۂ بزمِ اوائل
جبینش نور وحدت را ہم آغوش — چو در آیاتِ قرآنی فواصل
حدوث آمد قدم را دوش بادوش — وجودش برزخے در ہر دو حائل
بنودے جوہرش گر اصل آدم — ملک کے آمدے بر سجدہ مائل
بلے از نور محضش آفریدند — جمیل الوجہ محمود الخصائل

سر و سینہ اش نارِ تیماں — بہارِ خاطرش نزلِ اراذل
کسے کز خنجرش زخمے نخوردست — بہ تیغِ جورِ گردوں باد بسمل
بدامانش درآویز اے نگوں بخت — چو مقبل نیستی مگذر ز مقبل
بہ دریائے کہ ہر موجش بلائے است — مشو بے ربِ یسّر لی وسائل
بہ طوفان گاہ آشوبِ حوادث — بساحل بر شدن کاریست مشکل
شہنشاہا دو عالم بارگاہا — بعرضِ حاجتم گستاخ سائل
شمارِ شوق سر کش را پس از مرگ — و بعد از خاکِ من شکلِ انامل
بود دردِ تو فرضِ عین لاریب — فرائض جملہ بے دردت نوافل
بزیرِ نیلگوں کاخِ مقرنس! — بیایم جبہ بدرگاہِ تو مائل
چو رو آرم بہ میدانِ قیامت — بگردن نامۂ عصیاں حمائل
زہولِ یجعلُ الولدانَ شیباً — بدرد زہرۂ شیرانِ باسل
بگوشم در دمند اقرأ کتابک — تنم لرزد زہوالِ نوازل
بفرما تا مرا آزاد سازند — زبیمِ آتش وچہ سلاسل
چو خواندم ماعَنِتُّم ازچہ ترسم — کہ در پیش است منزلہائے ہائل
ہم از لطفِ تو میدانم کہ روحی — بہ بزمِ سفلہ طبعاں نیست نازل
زنیرنگِ کلامِ من بنفسد — فنونِ سامری و سحرِ بابل
ولے جز نکتہ داں کے باز داند — مقامِ ابنِ وائل راز باقل
دگر ہنگامِ آں آمد کہ نازند! — خزاعہ زادگاں در بزمِ دعبل
منوچہری گر از ایراں زمین است — عجب نبود زپنجابش مقابل
منوچہری بناشد چہرہ با من! — ندارد جز طبیع جز ماثل
بلے او بود ذرِّ تاجِ مسعود!! — منم خرمہرہ وار افتادہ در گل
دلے زانجا کہ مداحِ رسولم — دو صد مسعود را سنجم بنائل
زفیضِ جودِ او می نازم امروز!! — بعزِ دولتِ انعام شامل

ارشادات حضرت مجدد الف ثانیؒ

(از قلم محترمہ بہن صوفیہ باندی رہتک)

میری پیاری بہنو! یہ ایک اشارہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اشارات میں سے ہے جو رسالہ مبدا معاد میں لکھے ہیں۔ یہ مرید و مریدنی کے دل کا تعویذ موتیوں کا جڑاؤ زیور طریقت کا ہے۔ اس کی مرصع کاری ترجمہ اردو اور اس کی شرح میں سوال و جواب سے کی گئی ہے۔ جن مسائل کا اس میں ذکر ہے وہ جان و دل سے عمل کے قابل ہیں؟

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(۱) **سوال:-** علم کی شرافت اور بڑائی کس اندازہ سے ہے؟

جواب۔ علم کا شرف معلوم کرنے کا رتبہ اور شرف کے اندازہ سے ہے۔ جتنا معلوم شریف تر ہے اتنا ہی علم اس کا شریف تر ہے۔

(۲) **سوال۔** اصل علم کتنے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب۔ دو علم ہیں ایک علم ظاہر کا ہے۔ دوسرا علم باطن کا ہے۔

(۳) **سوال۔** علم ظاہر والے کون ہیں اور علم باطن والے کون؟

جواب۔ علم ظاہر والے علمائے ظواہر ہیں جو ظاہر کا علم رکھتے ہیں اور علم باطن والے صوفیائے کرام اور پیران عظام ہیں۔ جو باطن کا علم رکھتے ہیں۔

(۴) **سوال۔** ان دونوں علموں کی تعلیم کون دیتا ہے؟

جواب۔ ظاہری علم کی تعلیم شاگرد کو ظاہری علم کا استاد دیتا ہے اور باطنی علم کی تعلیم طالب خدا کو صوفی پیر و مرشد دیتا ہے، دونوں علم الگ الگ ہیں دونوں کی تعلیم الگ الگ ہے۔

(۵) **سوال۔** دونوں علموں میں ظاہر و باطن میں اشرف کونسا علم ہے جس کو حاصل کرنا چاہیئے؟

جواب۔ علم ظاہر سے جس سے علماء ظاہری بہرہ یاب ہیں علم باطنی اشرف ہے جس سے صوفیائے کرام اور مرشدان عظام ممتاز ہیں۔

(۶) سوال - کس قیاس پر اور کس مثال سے یہ شرافت علم باطن کی علم ظاہر پر ہے ؟
جواب - جس قیاس اور مشاہدہ پر علم حجامت پر اور حیاکت یعنے درزی کے کام پر علم ظاہر کو شرافت ہے۔ اسی قیاس اور مشاہدہ اور مثال پر علم باطن کو علم ظاہر پر شرافت ہے

آداب کی رعائیت

(۷) سوال - علم باطن والے پیر کے آداب کی کسقدر رعایت ہے۔ اور علم ظاہر کے استاد کی کس قدر ہے۔ کس کا زیادہ آداب ہے کس کا کم۔
جواب - اُستاد کے آداب کی رعایت سے جس سے علم ظاہر سیکھتے ہیں۔ پیر و مرشد کے آداب کی رعایت جس سے علم باطن کے انوار حاصل کرتے ہیں بہت زیادہ ہے۔
(۸) سوال - اس کی مثال کیا ہے ؟
جواب - ایسی ہے جیسے علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت " استاد حجام اور حایک یعنی درزی کے آداب کی رعایت سے زیادہ ہے
(۹) سوال - کیا علوم ظاہری جیسے علم کلام ہے علم فقہ ہے علم صرف و نحو ہے علم فلسفہ ہے۔ ان کے استادوں کے مرتبوں میں تفاوت ہے اور ہر ایک کا مرتبہ جدا ہے ؟
جواب - ان میں بھی فرق اور تفاوت ہے۔
(۱) علم صرف و نحو کے استاد سے علم کلام و فقہ کا اُستاد اولیٰ اور اقدم ہے۔
(۲) علم فلسفی کے اُستاد سے علم صرف و نحو کا استاد اولیٰ ہے۔
اور جسقدر اولیٰ اور اقدم ہے اسی قدر زیادہ آداب کے لائق ہے۔
(۱۰) سوال - کیا علوم ظاہرہ اسلامیہ میں علوم فلسفی علوم معتبرہ میں سے ہے یا غیر معتبرہ میں سے ہے اور کیا وجہ اسکی ہے ؟
جواب - اسلامیہ علوم میں فلسفی علوم معتبرہ علوم میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر مسائل اس کے جو عقل نظری اپنی سے علم الہیات وغیرہ کے انہوں نے گھڑے ہیں لاطائل اور بے حاصل ہیں اور اُن کے کئی ایک مسئلے ایسے ہیں جو فلسفیوں نے اسلامی کتابوں سے چرا لیئے ہیں اور پھر اُن میں اپنا تصرف کر لیا ہے۔ وہ اُن کا جہل مرکب ہے کہ جہاں کا انہوں نے بیان کیا وہاں اُن کی عقل نظری کا گذر نہیں۔ اسلامیہ علوم نور نبوت کے

ہیں۔ طورِ نبوت عقل نظری کے ورا ہے وہاں تک وہ عقل نظری نہیں پہونچتی۔

پیر کے حقوق

(۱۱) سوال۔ پیر کے آداب کا حال تو سنا ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہے اب پیر کے حقوق بتاؤ کس قدر ہیں۔

جواب۔ اللہ تعالےٰ کے انعاموں کے بعد اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کے بعد جو ہر مسلمان کے پیر حقیقی ہیں اب جس کا جو پیر و مرشد ہے اُس کے حقوق اپنے مرید اور مریدنی پر سب کے حقوق سے زیادہ ہیں بلکہ اپنے پیر و مرشد کے حقوق کے سامنے اوروں کے حقوق کا کچھ بھی رتبہ نہیں ہے۔ کیونکہ اوروں کے حقوق ظاہری باتوں کے ہے اور پیروں کے حقوق باطنی باتوں کے ہیں۔ باطنی حالوں اور مقاموں کی سیر کی تعلیم سے اور توجہ نورانی محمدی بجلی سے مرید اور مریدنی کے باطن میں ہمیشہ کو نور آجاتا ہے اور ظاہری باتیں زندگی تک ہی ہیں اور باطنی نور مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔ جو رتبہ معنوی ولادت کا یعنی باطنی پیدائش کا ہے۔ وہ رتبہ صوری ولادت کا یعنی بدنی پیدائش کا نہیں باطنی پیدائش روح کے نور کی ہے صوری پیدائش بدنی پیدائش کی ہے۔

ولادت اولیٰ اور ولادت ثانیہ

(۱۲) سوال۔ ان دونوں ولادتوں یعنی پیدائشوں میں سے پہلی کونسی ہے اور پچھلی کون سی۔؟

جواب۔ پہلے عبادت بدن کی ہے اور اس کی صورت ظاہر ہے اور دوسری ولادت روح کے نور کی اور اس کے یعنی باطن کی ہے۔

(۱۳) سوال۔ ولادت صوری کس سے ہوتی ہے۔ اور ولادت معنوی کس سے ہوتی ہے یہ بات بھی مفصل بتاؤ۔؟

جواب۔ ولادت صوری ماں باپ سے ہوتی ہے یہ بات تم جانتے ہی ہو اور ولادت

معنوی پیر کی محمدی تجلی کی توجہ سے۔ اور اللہ کے ذکر کی تلقین سے اور نسبت کے القا سے یعنی نسبت کا بیج مرید اور مریدنی کے دل میں ڈالنے سے ہوتی ہے۔ ہر مرد اور عورت کے پہلے ولادت صوری کا باپ اس کا بدنی باپ ہے اور ہر مرید اور مریدنی کا روحانی اور معنوی باپ اس کا پیر و مرشد ہے جس کے دل کے نور کا دوسری ولادت نوری میں ظہور ہے۔ اور جو اپنے دل کے نوری دودھ کو مرید اور مریدنی کے نوری بچہ کو پلاتا ہے اس نور سے وہ نوری بچہ پلتا ہے اور جوان ہوتا ہے اور پھر سب کام نوری کرتا ہے۔

(۱۴) سوال۔ یہ جو دونوں پیدائشیں ہیں۔ ایک بدنی اور ایک جسمانی پیدائش دوسری نوری روحانی پیدائش ان میں زندگی ہر ایک کی کتنی کتنی ہے۔

جواب۔ ولادت صوری جو پہلی پیدائش ماں باپ سے ہوتی ہے اس کی زندگی تو تھوڑے دنوں کی ہے آخر اس کو فنا ہے اگر پچاس برس کا ہے تو بھی ارسکو فنا ہے اگر سو برس کا ہے تو بھی اس کو فنا ہے۔ آخر فنا۔ اور جو ولادت معنوی دوسری پیدائش پیر کے نور سے ہے اوس کی حیات اور زندگی ابدی ہے ہمیشہ رہنے والی کبھی فنا نہ ہونے والی ہے۔

(۱۵) سوال۔ مرید اور مریدنی کا دل مرید ہونے سے پہلے کیسا ہوتا ہے۔؟

جواب۔ میلا گناہوں کی نجاستوں اور نفس کی گندگیوں سے بھرا ہوا کالا سیاہ اور اندھا اپنے باطن میں کچھ بھی نہ دیکھنے والا۔ دل کی اصلی آنکھیں پھوٹی ہوئیں۔

(۱۶) سوال۔ مرید ہونے کے بعد اس دل کی نجاستوں۔ گندگیوں۔ سیاہیوں کو کون دور کرتا ہے۔؟

جواب۔ اس کا پیر۔ اسکے دل کی نجاستوں اور گندگیوں کو اپنے قلب اور روح کے نوری جھاڑو سے دور کرتا ہے ان گندگیوں سے اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے۔

(۱۷) سوال۔ مرید اور مریدنی کے دل میں جو پیر اپنے قلب اور روح سے نوری جھاڑو دیتا ہے اور اوسکی نجاستیں دور کرتا ہے تو اس کا اثر پیر کو بھی کچھ معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب پیر اپنے مرید اور مریدنیوں کو توجہ دیتا ہے تو جتنے

مریدوں اور مرید نیوں کے دل کو ان کی نجاستوں سے پاک کرنے کے وقت توجہ دینے والے تک اس نجاست کی آلودگی دوڑتی ہے اور کچھ عرصہ تک اس توجہ دینے والے پیر کو مکدر رکھتی ہے اور اس میں کدورت لاتی ہے۔ یہ اثر مرید اور مریدنی کے باطن کی اوسی نجاست کا اثر ہے جسکو پیر کے دل نے اپنی توجہ سے دور کیا ہے۔

(۱۸) **سوال**۔ مرید اور مریدنیاں کس توسل سے خدا تک پہنچتے ہیں اور اس پہنچنے کا کیا درجہ ہے

جواب۔ پیر کے توسل اور وسیلہ سے ہی خدا تک پہنچتے ہیں اور اس پہنچنے کا درجہ ساری دنیوی واخروی سعادتوں سے بڑھکر ہے۔

(۱۹) **سوال**۔ نفس امارہ کس کے وسیلہ سے پاک اور مطمئنہ اور مسلمان ہوتا ہے اور کفر جبلی اس کا دور کرتا ہے۔

جواب۔ پیر کے وسیلہ سے ہی۔ کیونکہ نفس امارہ اپنی ذات سے خبیث ہے پیر کے نور کے وسیلہ سے ہی وہ مُزکّیٰ اور مطہرّا اور پاک ہوتا ہے اور اپنی امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ اور اپنا کفر جبلی چھوڑ کر اسلام حقیقی میں آتا ہے۔ یہ بات اتنی بڑی ہے کہ اگر اس کی شرح کی جائے کہ کس طرح وہ پاک ہوتا ہے کس طرح اسکو اطمینان ہوتا ہے۔ کس طرح اس کو اسلام حقیقی عطا ہوتا ہے تو شرح بیحد ہو جائے اس مختصر میں نہ سما سکے۔

(۲۰) **سوال**۔ مرید اور مریدنی کی سعادت اور بھلائی کس میں ہے۔ اور شقاوت اور برائی بدبختی نربھاگ پن کس میں۔

جواب۔ پیر کے قبول کرنے میں اس کی سعادت چاہیئے۔ اور پیر کے رد کرنے میں نعوذ باللہ من ذلک اپنی شقاوت بدبختی اور ہلاکت جس پر پیر مہربان ہوا اس نے سب کچھ پایا اور جس سے پیر ناراض ہوا وہ باطن میں تباہ اور ہلاک ہوا۔

(۲۱) **سوال**۔ حق سبحانہ کی رضا کس پردہ میں ہے۔

جواب۔ پیر کے رضا کے پردہ میں حق سبحانہ کی رضا ہے۔ پیر راضی تو حق راضی۔ جب تک مرید اور مریدنی پیر کی مرضی میں گم نہ ہو جاوے گے اللہ تعالے کی مرضی اور رضامندی تک نہیں پہنچتا اور نہیں پہونچتی۔

(۲۲) **سوال** - مرید اور مریدنی پر آفت کس بات پر آتی ہے۔

جواب - پیر کے آزار دینے پر خواہ کسی قسم کا آزار دینا ہو۔ پیر کے بدن کو آزار دینا یا اس کی عزت کو آزار دینا۔ یا اس کے دل کو کسی طرح آزار پہونچانا رنج دینا ناراض کرنا پیر سے محبت دل کی توڑنا۔ ہر پھسلن اور لغزش کا علاج ہے۔ پیر کے آزار دینے کا کوئی علاج اور تدارک نہیں۔ پیر کو آزار پہونچانا مرید اور مریدنی کی شقاوت اور بدبختی اور بد بھاگ ہونے کی جڑ ہے۔ عیاذاً باللہ من ذٰلک اس سے اللہ تعالیٰ پناہ ہی میں رکھے۔ مرید اور مریدنی کے اسلامیہ عقائد میں خلل ہونا احکام شرعیہ کے بجا لانے میں قصور رہونا اس پیر کی آزار دہی کا نتیجہ ہے۔ اعوذ باللہ منہا اللہ تعالےٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(۲۳) **سوال** - اگر کسی مرید اور مریدنی کے احوال اور مواجید جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان احوال کا کوئی اثر پیر کو آزار پہونچانے کے بعد بھی ظاہر ہوں تو وہ کیسے ہے

جواب - وہ استدراج ہیں جو کافروں سے بھی کبھی کبھی مثل مومنوں کے ظاہر ہو جاتے ہیں وہ قابل اعتبار کے نہیں۔ آخر میں خرابی میں ڈالے گیں۔ اور باطن کو اور دل کے حالوں کو بڑا ضرر اور نقصان ضرور پہونچا دینگے ...... والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

قُم باذن اللہ

(از جناب منشی محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے ایچ پی لاہور)

اٹھ اے مسلم سنا دے نعرۂ تکبیر دنیا کو
کہ گوشِ اہلِ عالم اب تیری جانب ہی مائل ہیں

تو تیغ دلائل کر صفِ اعدائے ملت کو
کہ پھر اٹھتے نہیں جو کشتۂ تیغ دلائل ہیں

بلاشک عین فطرت ہیں اصول مذہبی تیرے
تیرے دشمن بھی در پردہ تیری خوبی کے قائل ہیں

بآب تیغ روحانی بشو تصویر مادیت
کہ بے حاصل یہاں اب جو ہر تیغ حمائل ہیں

تراحسن دل آرا نور چشم اہل بینش ہے
تعصب ہی کے حائل ہیں کہیں پردے جو حائل ہیں

جہاں جوہر شناس اور علم گوہر بکف ہے تو
صلائے عام دے لاکھوں در دولت پہ سائل ہیں

جہاں کو ایک دن جو رام کرلینگے متانت سے
سرشت پاک مسلم میں وہ پاکیزہ خصائل ہیں

من از آن خوبئے باطن کہ مے داری ہمید انم
کہ بیداری بود تعبیر این خواب پریشانم

اولیائے کرام کا ظاہر اور باطن

از جناب مولانا مولوی نہال احمد صاحب حنفی نقشبندی الہ آباد

حضرت امام ربانی مجدد شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالے عنہ اپنے رسالہ مبدا و معاد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات بشری یعنے وہ خواہشیں اور قوتیں جو عام طور پر تمام بنی آدم میں موجود ہیں اولیاء اللہ میں بھی ہیں اور جن چیزوں کے تمام بنی آدم محتاج ہیں اون چیزوں کے یہ بزرگوار بھی محتاج ہیں۔ ولایت ان بزرگوں کو محتاجگی سے آزادی نہیں دے دیتی جس طرح سے انسان کو غصہ آتا ہے ان کو بھی آتا ہے کیونکہ خود حضور سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اغضب کما یغضب البشر جس طرح انسان کو غصہ آتا ہے مجھے بھی آتا ہے۔ پھر اولیاء کیونکر اس سے بری ہو سکتے ہیں اسی طرح سے یہ بزرگوار کھانے پینے اور اہل و عیال کے ساتھ معاشرت کرنے اور ان سے انس و محبت رکھنے میں تمام بنی آدم کے شریک ہیں یوں ہی اور وہ تمام مختلف تعلقات بھی جو ایک بشر کیلئے بشر ہونے کے لحاظ سے لازم ہیں خواص اور عوام سے زائل نہیں ہو سکتی دیکھئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی شان میں فرماتا ہے۔ وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام۔ کیا مطلب؟ ہم نے ان کو ایسا جسم نہیں بنایا جو غذا نہ کھائے۔ کفار ظاہر بین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر کہتے تھے مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ کیا مطلب یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ لہذا جس شخص نے اہل اللہ کی صرف ظاہری باتوں کو دیکھا وہ محروم ہو گیا اور دنیا و آخرت کا نقصان اُسے نصیب ہوا اور اسی ظاہر بینی نے ابوجہل اور ابولہب کو اسلام کی دولت سے محروم کر دیا اور ہمیشگی کے خسارہ میں ڈالدیا۔ لہذا سعادت مند خوش قسمت وہ ہے جس کی نظر اہل اللہ کے ظاہر پر نہ ٹھہر جائے بلکہ اپنی نظر کی تیزی سے ان کی باطنی خوبیوں تک پہنچ جائے اور ان خوبیوں کو اپنا مدنظر بنائے۔ کنیل مصر بلاللمحجوبین

کیونکہ وہ ملک مصر کے دریائے نیل کے مثل ہیں جو لوگ خدا سے محجوب ہیں ان کے لئے بلا ہیں۔ اور جو لوگ اسکے محبوب ہیں ان کے لئے آب لطیف ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بشری صفات جس قدر کہ اہل اللہ میں ظاہر ہوتے ہیں عوام الناس میں نہیں ہوتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تاریکی۔ اور میلا پن صاف اور برابر جگہ میں اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو بہ نسبت ناہموار اور میلی جگہ کے زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ صفات بشری کی ظلمت عوام کے کلیت میں جگہ کر لیتی ہے اور ان کے قالب میں اور دل میں اور روح میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور خواص میں یہ ظلمت صرف قالب اور نفس تک رہتی ہے اور خاص الخاص کا نفس بھی اس سے پاک رہتا ہے صرف قالب ہی تک اسکا اثر محدود رہتا ہے۔ ایسے ہی عوام کیلئے یہ ظلمت نقصان اور خسارت کا سبب ہوتی ہے اور خواص میں کمال سعادت کا۔ خواص کی یہی ظلمت عوام کے ظلمتوں کو زائل کرتی اور ان کے دلوں کو صاف کرتی اور ان کے نفوس کو پاک کرتی ہے اگر یہ ظلمت نہ ہوتی تو خواص کو عوام کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت ہی نہ ہوتی اور فائدہ پہونچانے اور فائدہ قبول کرنے کی راہ مسدود ہو جاتی خواص ان ظلمتوں سے بایں وجہ اثر نہیں قبول کرتے کہ انہیں اسقدر ٹھہرنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ انہیں مکدر کر سکے کیونکہ ان کے بعد ہی فی الفور ندامت اور استغفار کا نور آکر انہیں زائل کر دیتا ہے بلکہ اور رہی سہی ظلمتوں کو بھی دور کر دیتا ہے جس سے روحانی ترقیات ظہور میں آتی ہیں۔ فرشتوں میں اسی ظلمت کے نہ ہونے کے سبب سے ترقی کا راستہ مسدود ہے۔ ظلمت کا اطلاق خواص کیلئے ایسی تعریف کی مثل ہے جو برائی کے ساتھ مشابہ ہو۔ عوام کالانعام اہل اللہ کے صفات بشری کو اپنے بشری صفات کا ہمرنگ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح سے یہ خواہشات ہم میں ہیں ان میں بھی ہیں اور اسی وجہ سے وہ محروم اور بے بہرہ رہتے ہیں حالانکہ قیاس ایسی چیزوں کا جو غائب ہیں ایسی چیزوں سے نہیں ہو سکتا جو حاضر ہیں اور ایسا قیاس ہمیشہ فساد پیدا کرتا ہے کیونکہ ہر مقام کیلئے خاص خاص باتیں ہیں اور ہر محل کے لئے لوازم ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ اور جدا ہیں سلامتی ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ہدایت پائی اور قرآن پاک اور احادیث شریف کی اتباع کی اور حضور صلعم کی متابعت اور پیروی کو لازم پکڑا

حضرت محدث علی پوری کا فرخ آباد میں ورود

اور آپ کا شاندار جلوس

قدوۃ الکاملین رئیس المحدثین حضرت مولانا پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری دامت فیوضہم وبرکاتہم علاقہ ایٹہ کے مدارس انجمن خدام الصوفیہ کا معاینہ فرمانے کے بعد ۱۸ دسمبر ۲۳ء کی شام کو معہ خدام وعلمائے کرام اور نواب لقاء اللہ خانصاحب، مولانا الطاف حسین صاحب رئیس فرخ آباد رونق افروز ہوئے۔ مشتاقان زیارت پروانہ وار اس شمع ہدایت کے قدموں پر نچھاور ہو رہے تھے اور نعرہ تکبیر سے دنیا گونج رہی تھی۔ انجمن رفیق الاسلام فرخ آباد کے تمام اکابر اراکین اور رضاکار ریلوے اسٹیشن سے حضرت قبلہ کے جلوس میں نہایت جوش وتپاک کے ساتھ ہمرکاب سعادت تھے۔ آپ کی فٹن میں گیس کا ہنڈا روشن تھا۔ رضاکار شمشیر برہنہ اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے چل رہے تھے۔ قدم قدم پر گولہ چلایا جاتا تھا اور نعرہ ہائے تکبیر سے پرستاران توحید کی جماعت اس شاہ جماعت کے جلوس میں اسلامی شان کا اظہار کر رہی تھی۔ مخلوق الٰہی بکثرت اس شاندار مظاہرہ کو دیکھنے کیلئے اور زائرین حضور ممدوح الشان کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے راستوں پر سراپا اشتیاق بنے کھڑے تھے۔ اور ہر شخص کہتا تھا کہ فرخ آباد نے مدت ہائے دراز سے ایسا شاندار جلوس نہیں دیکھا۔ بازار سے ہوتے ہوئے دفتر انجمن رفیق الاسلام میں پہنچے۔ اور رات کو قیام فرمایا۔ دوسرے روز ۱۹ دسمبر ۲۳ء کو بروز جمعہ فرودگاہ سے جامع مسجد تک جانے کیلئے پالکی کا انتظام کیا گیا۔ مگر حضرت قبلہ نے پالکی میں جانا قبول نہ فرمایا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کا مقبول بندہ بارگاہ خداوندی میں برگزیدہ بندوں کی طرح پیادہ پا تشریف لیگیا۔ بعد نماز حضرت قبلہ نے وعظ فرمایا حاضرین آپ کے کلمات طیبات سے ایسے متاثر ہوئے کہ نور ایمان سے بہرہ ور ہو کر جوق جوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگے۔ ۱۹ دسمبر ۲۳ء کی رات کو بعد نماز عشاء نہایت شاندار جلسہ زیر صدارت اعلیٰ حضرت شاہ صاحب علی پوری انجمن رفیق الاسلام

فرخ آباد منعقد ہوا۔ اول منشی بشیر احمد صاحب سیالکوٹی و منشی نصیب خاں رہتکی نے نعت شریف پڑھی اور پھر مولانا مولوی حاجی امام الدین صاحب فاضل رائے پوری نے حقیقت ایمان و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت درد انگیز عالمانہ وعظ فرمایا اور حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب علی پوری صدر جلسہ نے اپنے کلمات طیبات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔

۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو جلسہ دفتر انجمن شفیق الاسلام میں زیر صدارت حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب علی پوری منعقد ہوا۔ اول منشی بشیر احمد صاحب نے نعت شریف پڑھی پھر مولانا مولوی مختار احمد صاحب صدر جمعیۃ العلما رہتکی نے زیر صدارت اعلیٰ حضرت عالمانہ تقریر فرمائی ان کے بعد جناب مولوی حاجی امام الدین صاحب رائے پوری نے وعظ فرمایا اور حضرت قبلہ عالم نے اپنے کلمات طیبات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ ۱۲ بجے شب جلسہ نہایت تزک و احتشام سے اختتام پذیر ہوا۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء کو دفتر انجمن رفیق الاسلام میں زیر صدارت حضرت قبلہ عالم مد ظلہٗ جلسہ بڑی شان و شوکت سے دوبارہ منعقد ہوا۔ پانچ ہنڈے روشن تھے۔ شامیانوں اور فرش وغیرہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔ مشتاقان زیارت اچھی تعداد میں جمع تھے۔ اول بشیر احمد صاحب سیالکوٹی نے نعت شریف پڑھی پھر مولوی حاجی امام الدین صاحب رائے پوری نے نہایت عالمانہ وعظ فرمایا جس سے حاضرین کے دل بقرار ہو گئے۔ پھر حضرت قبلہ عالم روحی فداہٗ اپنے کلمات طیبات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد دعا کے نعرہ اللہ اکبر کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

علاقہ ایٹہ، فرخ آباد اور آگرہ میں بکثرت ملکانوں نے قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری دامت برکاتہم کے دست مبارک پر توبہ کی جن کے ہندوانی نام تبدیل کر کے اسلامی نام رکھے گئے۔ اور سروں کی چوٹیاں کٹوا دی گئیں۔ اللہ تعالے استقامت بخشے۔ آمین۔

حضرت پیر سید جماعت علیشاہ صاحب کی سرگرمیاں

میدانِ ارتداد میں

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیپوری نے اضلاع آگرہ۔ایٹہ و فرخ آباد کے مدارس انجمن خدام الصوفیہ کا معائنہ فرمایا۔ اور شعبۂ تعلیم و تبلیغی کاموں کو بنفسِ نفیس ملاحظہ فرمایا اس موسم سرما اور پیرانہ سالی کے عالم میں وہ پیر جوان ہمت جس کے سینہ میں اسلام کا سچا درد اور امت مرحومہ کی حقیقی محبت جوش زن ہے۔ آج سفر کی صعوبتیں اور موسم سرما کی تکالیف برداشت کر کے ملکانوں کے ظلمتکدہ میں روحانی برکات و فیوضات کے دریا بہا رہے ہے آپ کے حیرت انگیز کارنامے اور بے نظیر ایثار و قربانی لاجواب ہمت و سخاوت۔ نورانی صورت۔ اسلامی سیرت۔ ایمانی قوت۔ روحانی برکت رات دن پند و نصائح کی درافشانی نے اس علاقہ والوں کے دل مسخر کر لئے بہت سے مسلمان جو دین سے ناآشنا فسق و فجور میں مبتلا اور ہفت عیوب شرعی میں پھنسے ہوئے تھے وہ آپ کی روحانی توجہ سے فیضیاب ہو کر نماز روزہ کے پابند ہو گئے۔ اور جن کی ہدایت سے مبلغین کی جماعت عاجز تھی آج وہ اس شاہِ جماعت کی نظر کیمیا اثر سے نمونۂ ہدایت بن گئے ہیں۔ اس دورہ میں جو ایمان کا بیج آپ نے بو دیا ہے خدا کرے کہ وہ استقامت کے ساتھ بار آور ہو۔ آپ نے علاقہ ارتداد میں چالیس مدارس۔ پانچ مساجد اور دو چاہ کی تکمیل کا حکم کر دیا ہے جس کی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب تعمیل ہو جائیگی۔

علاقہ ایٹہ و فرخ آباد میں انجمن خدام الصوفیہ کے مدارس کا معائنہ:۔

نام مدرسہ	تعداد طلباء	نتیجہ امتحان
منجھولہ علاقہ ایٹہ	۳۰ — لڑکے ۲۴، لڑکیاں ۶	ایک طالب علم کو جس نے سولہ[۱۶] سیپارے حفظ کر لئے ہیں ۵ روپے اور دو طلباء کو ۲

روپیہ فی کس انعام عطا فرمایا۔ دو لڑکے اور قرآن شریف حفظ کر رہے ہیں۔ باقی طلبا اردو عربی کی تعلیم پاتے ہیں۔ ضروری سامان مدرسہ کتب۔ فرش وغیرہ انجمن کیطرف سے موجود ہے

جو کافی ہے۔

کھوٹیہ ضلع ایٹہ ۲۵ طلباء کا امتحان لیا گیا۔ تین چار سال کے بچوں کا ارکان اسلام سے آگاہ ہو جانا اور تھوڑی مدت میں اسلامی عقائد و ضروری تعلیم سے بہرہ ور ہو جانا مسرت افزا ہے۔ یہی ملکانوں کے بچے مویشی چرانے چوٹی رکھانے اور رام رام کرنے سے اغیار کا شکار بنے ہوئے تھے۔ الحمد للہ کے اب آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہو کر اسلام کے عاشق بن گئے ہیں۔ منشی بشیر احمد مدرس کو عہ روپیہ ایک طالبعلم کو عہ اور پندرہ کو ۲ آنے انعام دیئے

نام مدرسہ	تعداد طلباء	
محمود کا نگلہ	۱۸	نتیجہ نہایت عمدہ رہا۔ منشی مراد علیخان مدرس کو عہ روپے اور دس طلباء کو عہ روپیہ فی کس انعام عطا فرمایا۔
پہرہ	۱۲	نتیجہ امتحان نہایت عمدہ رہا پانچ طلباء کو عہ فی کس عطا فرمایا۔
علی پور	۲۰ لڑکے ۱۲ لڑکیاں ۸	نتیجہ امتحان تسلی بخش رہا منشی دلدار محمد مدرس کو عہ روپیہ اور نو طلباء کو عہ فی کس انعام عطا فرمایا۔
بھیکم پورہ	۳۰ لڑکے ۱۸ لڑکیاں ۱۲	نتیجہ امتحان بہت اچھا رہا۔ تیرہ لڑکوں کو عہ فی کس انعام عطا فرمایا۔
ہانسی پورہ	۱۷	نتیجہ امتحان اچھا رہا تیرہ لڑکوں کو عہ فی کس انعام عطا فرمایا
دوندی منی	۱۷	نتیجہ امتحان عمدہ رہا نو طلباء کو عہ فی کس انعام عطا فرمایا

چھ اشخاص کے نام تبدیل کئے اور بہت سے آدمی داخل سلسلہ ہوئے۔ چند آدمیوں کی چوٹیاں کاٹی گئیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علیشاہ صاحب علی پوری کے دست کرم اور جود و سخا کا گھر گھر چرچا ہو رہا ہے۔ اور آپکے فیض کرم سے ملکانوں کی آئندہ نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ حقیقی مسلمان بنجائینگی اور اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ جس علاقہ کے مسلمان ہماری غفلتوں سے اغیار کا شکار بنے ہوئے تھے اور اسلام سے نابلد رسومات قبیحہ اور عقائد باطلہ میں مبتلا ہو رہے تھے ان کے صغیر سن بچے ارکان اسلام نماز روزہ کے احکام۔ وضو غسل کے فرائض اور کلمہ شریف زبانی یاد کر رہے ہیں اور آداب اسلامی سے آراستہ کئے جا رہے ہیں

آفتاب ولایت کا بریلی میں عظیم الشان جلوس اور مشتاقانِ زیارت کی کثرت

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا مولوی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری دام برکاتہم آگرہ میں متواتر شبانہ روز مختلف محلوں میں مخلوق خدا کو اپنے کلمات طیبات سے مستفیض فرماتے رہے ہیں۔ اور حضور ممدوح کے ہمراہ وفد علمار کرام خدام الصوفیہ نے بھی مسلمانان آگرہ کو اپنے مواعظ حسنہ سے بہرہ اندوز فرمایا۔ الحمدللہ کے حضور انور کی اس جدوجہد سے ہزار ہا بندگان خدا متقی و پرہیزگار بن گئے اور بخت خفتہ مسلمانانِ آگرہ میں بیداری کی ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی مگر افسوس کہ مشتاقان شاہ جماعت کا ابھی اشتیاق پورا نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب فاضل رضوی مرادآبادی و جناب مولانا مولوی قاری مصطفی رضا خان صاحب بریلوی و جناب مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری آگرہ تشریف لے آئے اور کمال حسن عقیدت سے حضور کو بریلی و مرادآباد تشریف لیجانے کیلئے مدعو فرمایا اگرچہ حضور انور کو خود اپنی مرکزی انجمن خدام الصوفیہ کے تبلیغی و تدریسی کاموں کا (جو میدانِ ارتداد میں وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے اور جس کا کسی انجمن سے الحاق نہیں ہے) ملاحظہ کرنا ضروری تھا۔ مگر حضور انور نے از راہِ ہمدردی ان حضرات کی درخواست کو قبول فرما کر علاقہ ایٹہ و فرخ آباد کے معائنہ کے بعد بریلی و مرادآباد تشریف لیجانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ حسب وعدہ حضور انور بعد معائنہ مدارس علاقہ مذکور ۲۲ دسمبر ۱۹۲۳ء بوقت ۷ بجے صبح اسٹیشن بریلی پر معہ علمار کرام مولنٰنا مولوی محمد حسین صاحب بی اے و مولنٰنا مولوی امام الدین صاحب رائے پوری و اراکین انجمن خدام الصوفیہ جلوہ افروز ہوئے جہاں پر مشتاقانِ زیارت کا کافی ہجوم تھا۔ خصوصاً اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ معہ حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خان صاحب و دیگر اہل اسلام خیر مقدم کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھے رضاکارانِ جماعت رضائے مصطفیٰ عجب انداز سے کھڑے ہوئے تھے۔ اور بصد جوش و مسرت

نعرہ ہائے تکبیر لگا رہے تھے۔ حضور کچھ دیر تک اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے ہزاروں مسلم وغیر مسلم افراد نے حضور کی زیارت کی بعد ازاں جلوس شہر کی جانب روانہ ہوا حضرت ممدوح کو ایک اعلیٰ فٹن پر سوار کرایا گیا جس کے اردگرد مشتاقانِ زیارت کا مثل پروانہ ہجوم تھا۔ راستے میں جگہ جگہ رضا کاران جماعت رضائے مصطفےٰ مناقب حضور ممدوح پڑھتے جاتے تھے۔ الغرض جلوس ہر پہلو سے قابل تعریف تھا۔ تقریباً ۸½ بجے حضور کی سواری نہایت تزک واحتشام سے محلہ سوداگراں بر مکان مولٰنا مولوی قاری مصطفےٰ رضا خان صاحب پہونچی۔ جہاں ہزارہا اشخاص حضور کے دیدار فرحت آثار سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور حضور انور نے دو دن قیام فرمایا۔ ہم اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ اور خصوصاً مولٰنا موصوف کے نہایت مشکور ہیں کہ آپ حضرات نے حضور ممدوح کے خیر مقدم وحق مہمان نوازی میں کمال حسن عقیدت کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ میں روز افزوں ترقی عطا فرماوے۔

اجلال نزول مراد آباد میں

حضور ممدوح ۲۵ دسمبر کو بوقت ۶ بجے صبح اسٹیشن بریلی سے مراد آباد جانے کے لئے ریل پر سوار ہوئے۔ دس بجے دن کے ریل مراد آباد پہنچی۔ اسٹیشن پر ہزاروں طالب دیدار بیقرار نظر آتے تھے۔ ٹرین کی رفتار ہنوز بند نہ ہوئی تھی کہ عاشقان جماعت یوسفیہ نے اپنے جذبات عشق کا ثبوت دیتے ہوئے سکنڈ کلاس کے ڈبہ کو سرخ پھولوں کے نثار کرنے سے بھر دیا کہ سراسر مرقع بہار لالہ وگل بن گیا۔ بلکہ پلیٹ فارم بھی پھولوں کے نثار سے تختہ گلزار بنا نظر آتا تھا۔ یوں تو حضور ممدوح کے خیر مقدم کیلئے ہزاروں کا مجمع تھا۔ مگر ان میں اراکین انجمن حنفیہ حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب ومولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حکام ریلوے بھی مشتاقان شاہ جماعت کے ہجوم اور شاندار منظر کو دیر تک بحیرت دیکھا کئے۔ الغرض اسٹیشن سے حضور انور کی سواری کا جلوس جانب شہر روانہ ہوا۔ ہزارہا مشتاقان جمال اس مقبول بندہ رب کی سواری کے ساتھ ساتھ نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے اور اسلامی شان وشوکت دکھاتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اثنار راہ میں رضاکاران انجمن وطلباء مدرسہ قصائد ومناقب حضور ممدوح پڑھتے جاتے

سینکڑوں آدمی سواری کے ساتھ ساتھ آگے پیچھے ولولہ عشق سے دلوں کو تھامے ہوئے چپ چاپ چلے جا رہے تھے۔ اور بازاروں میں کثرت اژدہام سے رستہ چلنا دشوار تھا۔ شہر میں بباعث بڑے دن کے عام طور پر تمام دفاتر کی تعطیل تھی۔ ہر محکمہ والے ملازمان و افسران فارغ البال تھے۔ غلغلہ جلوس جب ان کے کانوں میں پہنچا تو بیتابانہ گھروں سے باہر نکل پڑے اور مناظر جلوس کو بہ استعجاب دیکھنے لگے ہر کوچہ و بازار میں ایک حیرت کا عالم تھا۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ آجتک اس شان و شوکت کا جلوس نہیں دیکھا۔ جلوس ۱۲ بجے دن کے مدرسہ اہل سنت والجماعت میں پہنچا۔ حضور قبلہ عالم ایک اعلیٰ مسند پر متمکن ہوئے اور طلباء و مدرسین نے اپنی استقبالیہ نظموں سے حاضرین مجلس کو محظوظ فرمایا۔ حضور قبلہ عالم مدظلہ نے اپنی فیاضی سے ان ان کو ۔۔۔ روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائے۔ آخر میں حضور قبلہ عالم مدظلہ نے اپنے کلمات طیبات سے اہل مجلس کو محظوظ فرمایا اور اراکین انجمن اور خصوصاً مولانا نعیم الدین کا شکریہ فرمایا۔ کہ جو کچھ مولانا صاحب کو میرے ساتھ محبت و اخلاص اور ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرماوے نیز فرمایا کہ مولانا صاحب مسجد (مدرسہ والی) کو بڑھائیں میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کے لئے کچھ دونگا۔ مگر میرا یہ روپیہ فرش مسجد یعنی نمازیوں کے قدموں پر صرف ہو۔ ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ اور بعد دعا مجلس برخاست ہوئی اور رات کے جلسہ کیلئے اعلان کیا گیا۔

قبلہ عالم محدث علیپوری کی انسدادی سرگرمیاں

اور

آریوں کی ارتدادی ریشہ دوانیاں

حضرت مولانا پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری کو مراد آباد میں خبر ملی کہ موضع سا

ضلع رہتک میں شردھانند جی اور انکے آریہ اپدیشک ۲۰ ، ۲۴ جنوری کو ایک بھاری پنچایت کرکے شدھی کا اکھاڑہ جما رہے ہیں چونکہ اس موضع اور قرب وجوار کے دیہات میں مولے جاٹوں کی ہی آبادی ہے جنکے تحفظ ایمان کیلئے انسدادی تدبیر کا عمل میں لانا ہمارا فرض اولین ہے لہذا حضرت شاہ صاحب قبلہ نے ایک وفد بہ سرکردگی حضرت مولانا امام الدین صاحب رائے پوری مرادآباد سے ہی براہِ راست روانہ فرمایا اور صدر دفتر آگرہ میں اپنی جماعت علماء کو موقعہ پر پہنچنے کیلئے تار دے دیا۔ چنانچہ بحکم عالی مولوی عبدالمجید خانصاحب قصوری انسپکٹر مدارس انجمن خدام الصوفیہ و ماسٹر فضل حسین صاحب و مولوی رحمت اللہ صاحب آگرہ سے روانہ ہوکر موقعہ پر پہنچ گئے۔ الحمد للہ کے سب مسلمانوں نے بالاتفاق اسلام پر قائم رہنے کا صدق دل سے حلف اٹھایا۔ اور جمعدار نشی عبداللہ خان وغیرہ بہت سے آدمی حضرت مولانا صاحب ممدوح کے دست حق پرست پر تائب ہوکر داخل سلسلہ عالیہ ہوگئے۔ وعظ و نصائح کی مجالس منعقد ہوئیں جس سے جیلال۔ مہیا۔ راجہ۔ کالو۔ بدلو۔ مولا بدام وغیرہ کے نام تبدیل کرکے اسلامی نام رکھے گئے۔ موضع ستانہ کی کل آبادی تین ہزار ہے ہندو جاٹوں کی بسویداری ہے صرف ۲۰ گھر غریب مسلمانوں کے ہیں جن میں سے زیادہ تر مولے جاٹ ہیں جو بیکیدی ہونے کی وجہ سے دائمی سقیم الحالی و جہالت کے سبب ہندؤں کے زیر اثر اور بہت ہی مرعوب ہیں۔ آریوں نے بہکاری یہاں بھیکو وغیرہ چماروں کو اپنا ہم خیال بنا کر چودھری کا خطاب عطا فرما دیا حقیقی اخوت و ہمدردی تو وہاں مفقود ہے کہ امتیاز نسلی کو مٹا کر مساوات کا ثبوت دیتے اور اپنا بھائی بنا لیتے یہ فخر و امتیاز تو صرف اسلام کو حاصل ہے آریوں نے صرف زبانی جمع خرچ سے کام لیا اور پنچایت منعقد کرکے اشتہارات چسپاں کرادے جسمیں ہر ایک چمار کے ساتھ چودھری کا خطاب بھی چسپاں کرایا گیا اس سے ستانہ کے چودھری جاٹ اور بھی چراغ پا ہوگئے اور مہاشہ مدبروں کی تدبیر شدھی اور کنوؤں پر چماروں کو چڑھانے کی تجویز کنوؤں میں گر کر ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی ہوگئی اور ایک نیا فتنہ خفتہ جاگ اٹھا۔ اپنے مراسم قدیم کے پابند ہندو جاٹ اصرار کرتے ہیں کہ کنوئے چمار ہمارے جا بات پر نہ چڑھیں ادھر شردھانند اچھوت اقوام کو چودھری بناکر ان کی شردھا بڑھا رہے ہیں ہم کو آریوں کی اس چمار نوازی اور خطاب بازی سے کچھ سروکار نہیں مگر جہانتک حالات حاضرہ کا بنظر غائر مطالعہ کیا گیا یہ امر روز روشن کی طرح آشکارا ہوگیا کہ اصلاح ملکی کی بجائے ضلع ہذا کے امن پسند ہندو جاٹوں اور چماروں میں جنگ و جدال کا دنگل قائم کردیا گیا۔ اور خاص طور پر بغض و عناد کی خلیج وسیع کرنیکے لئے یہ تحریک عالم کردی گئی کہ صدیوں سے مردار خوار چمار جو مسلمانوں کا کھانا کھالیتے تھے وہ بھی پرہیز کریں اور مسلمانوں کو اپنے سے بدتر ناپاک و پلید تصور کریں۔ اب تو مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہیے اور اپنی قومی مذہبی تنظیم و اصلاح کیطرف توجہ کرنی چاہیے۔ العارض حفیظ الدین ناظم انجمن خدام الصوفیہ آگرہ و عنایت منزل۔

حضرت مولانا پیر جماعت علیشاہ صاحب مدظلہ

پرنامہ نگار اخبار ہمدرد دہلی کا ایک بے بنیاد الزام اور اسکا مدلل جواب

اخبار ہمدرد مورخہ ۲۵ نومبر میں کسی غفلت شعار بے درد نامہ نگار نے اپنی بے دردی اور تجاہل حاسدانہ کو بہتان وافترا کا عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے اور سات لاکھ مسلمانوں کے مقتدا حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی پر یہ اتہام لگایا ہے کہ پیر صاحب خلافت جیسی مذہبی وشرعی تحریک میں اپنے گوشۂ زہد واتقا سے باہر نہیں نکلے اور پیر صاحب نے کبھی اسکی جانب توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ اخباری دنیا اور مسلمانوں کا روشنخیال طبقہ مضمون نگار کی اس ہرزہ سرائی پر ضرور نفریں کریگا کیوں کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے خلافت کی جو خدمات جلیلہ سرانجام دیں ہیں اس سے ساری دنیا واقف ہے مگر میں اس وقت مناسب وضروری سمجھتا ہوں کہ مشتے نمونہ از خروارے حضرت شاہ صاحب قبلہ کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ کردوں جو شاہ صاحب نے خدمات خلافت کے ضمن میں انجام دیئے۔ اس سے یہ امر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائیگا کہ خلافت کی جو خدمات حضرت ممدوح نے سرانجام دیں ہیں وہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے کسی فرد بشر سے ظہور میں نہیں آئیں۔ مقام شرم ہے کہ یہ نامہ نگار اب تک پردہ گمنامی میں پڑا بہتان باندہ رہا ہے اسی وجہ سے اپنے مضمون کے ساتھ نویسندہ نے اپنا نام مخفی رکھا ہے۔ ایسا پردہ نشین کہ نام تک چھپائے اور بیحیائی کا یہ عالم کہ آفتاب ولایت پر عیب لگائے۔ دروغ بے فروغ سے ذرا نہ شرمائے اچھا اب ہوش میں آئے اور غور وانصاف کو کام میں لائے۔

(۱) حیدرآباد دکن میں محمد اصغر صاحب بیرسٹر کی تحریک سے ارکان خلافت حضرت شاہ صاحب علی پوری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے معروضہ کو شرف قبولیت بخشا حالانکہ اسی روز ٹکٹ خرید لیا گیا تھا اور گاڑی ریزرو کرالی گئی تھی۔ حضرت والا نے ٹکٹ واپس کرا کے تحریص وتشویق عوام کے لئے اپنی بے ریا خاموش خدماتِ خلافت کو آشکارا فرمایا اور حسب دلیری وجرأت سے کرسی صدارت کو زینت بخشی وہ حضرت ممدوح ہی کا حصہ تھا ورنہ اور

کوئی اتنی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ سرکاری اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے لکھا تھا کہ ہم کو گاندی کا اس قدر خطرہ نہیں ہے جسقدر حضرت شاہ صاحب علی پوری کا ہے اگر کسی کو اس میں شک و شبہ ہو تو اخبار مذکور کا پرچہ محمد اصغر صاحب بیرسٹر حیدرآباد دکن کے پاس موجود ہے وہاں دیکھ سکتا ہے۔ بقول نامہ نگار ہمدرد اگر خلافت میں حصہ نہیں لیا تھا تو پھر شاہ صاحب کی نسبت سرکاری اخبار کو اس قدر خطرہ ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی اس سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ جسقدر حضرت شاہ صاحب نے خدمات اسلامی میں سرگرمی دکھلائی ہے وہ کسی دوسرے نے نہیں کی چنانچہ اسی جلسہ میں حضرت ممدوح نے تقریباً تیس ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے خلافت کمیٹی کو کو مرحمت فرمایا۔ اس وقت یہ نامہ نگار کہاں خواب خرگوش میں پڑا سو رہا تھا۔

(۲) لائل پور میں خلافت کانفرنس منعقد ہوئی حضرت شاہ صاحب قبلہ نے صدارت قبول فرمائی اور خطبۂ صدارت میں فرمایا کہ جس کو خلافت سے محبت نہیں اس کو اسلام سے کوئی سروکار نہیں جو لوگ مجھ پر بہتان باندھتے ہیں کہ میں خلافت میں دلچسپی نہیں لیتا وہ کذاب ہیں مفتری ہیں پڑھو مسلمانوں لعنت اللہ علی الکاذبین۔ چنانچہ سب مسلمانوں نے پڑھا۔ اور مولوی شوکت علی نے بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھا۔ فی البدیہہ خطبہ صدارت جو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا اس کے پُرجوش و درد انگیز کلمات نے عوام و خواص کے دلوں کو مسخر کر لیا اور خدمت خلافت کیلئے ایسے جذبات برانگیختہ ہوئے کہ ہزاروں کے خلافت نوٹ اُسی جلسہ میں فروخت ہو گئے۔ مولوی شوکت علی صاحب بھی اس وقت پاس ہی بیٹھے تھے جیسی ہمدردی و محبت سے جناب شاہ صاحب ان کے ساتھ پیش آئے اس پر اخبار زمیندار و دیگر جرائد اسلامی کے ریکارڈ شاہد عادل ہیں۔ ہاں نامہ نگار ہمدرد اس وقت بھی گوشۂ گمنامی میں پڑا سو رہا تھا جو ایسے اہم واقعات سے بے خبر ہے۔ مولوی شوکت علی صاحب نے اس خطبۂ صدارت کی ۲۵ ہزار کاپیاں انگریزی میں شائع کرا کر یورپ بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

(۳) کالی کٹ ملک مالابار کثرت آبادی کیوجہ سے میلوں کے طول و عرض میں آباد ہے وہاں کے باشندگان نے حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب کی آمد پر اظہار مسرت کے لئے ہڑتال کی اور سب نے اپنے کاروبار بند کر دیئے۔ گورنمنٹ نے پانچ آدمیوں کا مجمع خلاف قانون اور ممنوع قرار دیا تھا۔ اس وقت سمندر کے کنارے پر حضرت شاہ صاحب قبلہ متوکلاً علی اللہ بلا خوف و ہراس کھڑے ہو گئے۔ اور دس ہزار کے مجمع میں مسلسل تین گھنٹہ تقریر فرمائی

جس کا ترجمہ ایک مالا باری ہندو بیرسٹر اپنے ہموطن مالا باریوں کو سناتا رہا۔ کیا اسی کا نام گوشہ نشینی ہے۔ اور اقطاعے ہند میں دورہ فرما کر خلافت کی خدمت میں منہمک رہنا ہی بے توجہی کے مترادف ہے، ایسے مہتم بالشان کارناموں سے لاعلمی نامہ نگار کی غفلت شعاری ظاہر کرتی ہے۔

(۴) تلچیری ملک مالا بار میں تقریباً بارہ ہزار کا مجمع ہوتا تھا جہاں شاہ صاحب قبلہ تین گھنٹہ تک خلافت کی خدمت و اعانت پر ولولہ خیز تقریر فرماتے رہے۔

(۵) ترپور زیر کوہ نیلگری متصل کوہ لبابین میں آٹھ ہزار کا مجمع ہوتا تھا جہاں حضرت شاہ صاحب قبلہ صدارت جلسہ قبول فرما کر خدمت خلافت سر انجام دیتے تھے۔ وہاں بھی آپ کے خطبہ صدارت کا ترجمہ ایک وکیل مقامی زبان میں پڑھ کر سناتا تھا۔

(۶) ملک لبابین زیر کوہ نیلگری ہزاروں کے مجمع میں جناب شاہ صاحب قبلہ خلافت کے متعلق ولولہ خیز تقریر فرماتے رہے، اسی طرح تاراپورم پٹنگم پڑنگم واقعہ ملک لبابین میں بھی آپکی بحث خلافت پر زبردست تقریریں ہوئیں ہیں جن سے ان مقامات میں بیداری پیدا ہوگئی۔

(۷) ملک کرک مرکیرا راج جندر پیٹ امتی بلگنڈ میں جو میسور سے ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور ریل نہ ہونے کی وجہ سے راستہ کی صعوبتیں اور تکالیف حوصلہ شکن ہیں حضرت شاہ صاحب کی ہی ذات گرامی ہے جو ایسے دور و دراز مقام پر خلافت کی حمایت و خدمت کیلئے تشریف لیگئے اور جلسے منعقد کرکے ان شہروں سے چندہ فراہم کرایا اور مقامی سیکرٹری صاحبان کی معرفت بمبئی پہنچاتے رہے۔

(۸) میسور میں بھی خلافت کے جلسے منعقد کئے اور حضور صدارت فرماتے رہے خاص ریاست میسور کے سیٹھ محمد صاحب سیکرٹری خلافت کمیٹی اور بنگلور کے سیٹھ علی محمد و سیٹھ نور محمد صاحبان ہمارے اس بیان کی باحسن وجوہ شہادت اور نامہ نگار ہمدرد کی بدرجہ اتم تکذیب کر سکتے ہیں تعجب و حیرت ہے کہ ان بدیہی واقعات کے ہوتے ہوئے ہمدرد کا نامہ نگار ایسے سفید جھوٹ اور بہتان و افترا کی کس طرح جرأت کرتا ہے۔

(۹) یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خلافت کی خدمت حضرت شاہ صاحب قبلہ نے نہ صرف اقطاعے ہند میں دورہ فرما کر جلسہ ہائے خلافت میں ولولہ خیز تقریریں فرما کر خطبہ صدارت سے لوگوں کے دلوں کو بلا کر اور مصائب سفر اٹھا کر انجام فرمائی ہیں بلکہ مالی امداد میں بھی معتدبہ حصہ لیا چنانچہ جب بنگلور میں مولوی محمد فاخر صاحب الہ آبادی چندہ فراہم کر رہے تھے تو حضور قبلہ عالم شاہ صاحب علی پوری نے یکہزار

روپیہ خلافت فنڈ میں مرحمت فرمایا اور ملک لال خاں سیکرٹری خلافت کمیٹی لاہور سے دریافت کرکے نامہ نگار ہمدرد اپنی تسکین کرے۔ مبلغ تیرہ سو (۱۳۰۰) روپیہ علی پور شریف سے جمع کرکے دیا گیا۔ حضرت ممدوح نے اٹھارہ سو (۱۸۰۰) روپیہ تو اپنی جیب خاص سے خلافت فنڈ میں عنایت فرمایا ہے۔

(۱۰) بمبئی سے جب شاہ صاحب قبلہ حیدرآباد دکن تشریف لیجا رہے تھے تو مولوی شوکت علی صاحب معہ احمد صدیق صاحب کھتری جنرل سیکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی ریلوے اسٹیشن پر وداع کرنے کیلئے تشریف لائے۔ اور خلافت کا جھولا جس پر لفظ خلافت لکھا ہوا تھا مولوی شوکت علی صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے گلے میں ڈالدیا۔ اور ایک تمغہ "نصر من اللہ وفتح قریب" آپ کے سینۂ مبارک پر لگایا اور فرمایا میرے پاس یہی چیز ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔ اس میں پانسو (۵۰۰) روپیہ کی خلافت کی طرف سے رسید میں تھیں انکا زیادہ حصہ حضرت شاہ صاحب نے حیدرآباد دکن میں ہی فروخت کردیا جسقدر تکالیف و سرگرمی اس معاملہ میں آپ کو برداشت کرنی پڑیں انکو وہ خود ہی جانتے ہیں اور ساڑھے پانسو (۵۵۰) روپیہ معرفت سیکرٹری صاحب مولوی شوکتعلی صاحب کی خدمتمیں بھیجدیئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اصل ہی ملگیا ہے اور سود بھی (۵۰) وصول ہو گیا ہے۔

(۱۱) سیٹھ نورانی صاحب تنگنہ بمبئی نے جو حضرت شاہ صاحب قبلہ کے مخلص غلاموں میں سے تھے حضرت شاہ صاحب کے فرمانے پر پچیس (۲۵) ہزار روپیہ خلافت فنڈ میں دینے کا وعدہ فرمایا اس امر پر خود مولوی شوکت علی صاحب شاہد عدل ہیں۔ یہ مساعی جمیلہ اور خلافت کی سرگرم خدمات جلیلہ حضرت شاہ صاحب نے محض لوجہ اللہ فرمائیں۔ اس لئے نہ ان کی کوئی تشہیر ہوئی نہ اعلان کرنے کی کوئی ضرورت ہی تھی۔ ہاں اس کا اظہار کرنا کارکنان خلافت کا اخلاقی فرض تھا۔

(۱۲) جب مولوی شوکت علی صاحب نے ہندوستان کے مسلمانوں سے عذر فی کس طلب کیا تو سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اپنا اور اپنے جملہ متعلقین کا حساب کرکے عذر فی کس نیلگری سے بمبئی روانہ فرمادیا اور ساتھ ہی ایک اشتہار چھپوایا جسکو مولوی شوکت علی صاحب نے اپنے خرچ سے شایع کراکے تمام ہندوستان میں مشتہر کرایا۔ اس میں شاہ صاحب نے اپنے خدام کو حکم دیا تھا کہ فقیر کے سب محبت والے عذر فی کس اپنا اور اپنے متعلقین کا خلافت فنڈ میں داخل کریں اس حکم کی ہر قصبہ و ہر قریہ اور شہر و دیار میں تعمیل کیگئی۔ اور ایک رقم کثیر خلافت فنڈ میں پہنچی گئی جہانتک مجھے علم ہے شاہ جماعت علی کی جماعت میں اس حکم کی بڑے اہتمام سے تعمیل کیگئی تھی۔ ان اہم واقعات کو بطور نمونہ پیش کرکے ہم یہ بات لکھنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ اور آپ کے خادموں نے ایک لاکھ سے

زیادہ روپیہ خلافت فنڈ میں دیا ہے اور خلافت کی خدمت کے لئے دارجلنگ سے چمن سرحد افغانستان تک اور ساحل مالا بار سے کشمیر و سرحد لداخ تک دریائے اٹک کے پار ملک یاغستان اور سندھ کراچی تک دور و دراز علاقوں کے سفر فرمائے۔ اور شب و روز کے مسافرانہ مصائب جھیل کر ایسی خدمات سرانجام دیں کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص نے بھی انجام نہیں دیں یہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی روحانی تعلیم و توجہ کا ہی اثر ہے کہ پنجاب میسور بنگلور بمبئی وغیرہ میں خلافت کمیٹی کی سیکرٹری صاحبان زیادہ تر حضرت شاہ صاحب کے غلام حلقہ بگوش ہیں آجکل خلافت کمیٹی بمبئی کے سیکرٹری محمد زکریا اور محمد علی اسمٰعیل اراکین خلافت بمبئی سب حضرت شاہ صاحب کے حلقہ بگوش ہیں۔ راولپنڈی میں مولوی قطب الدین صاحب وکیل اور کوہاٹ میں بابو عبدالعزیز صاحب وغیرہ آپ کی حلقہ بگوشی پر فخر کرتے ہیں جو خلافت کے سرگرم کارکن ہیں۔

(۱۳) گوجرہ علاقہ لائلپور میں خلافت والے سید مہدی شاہ صاحب ممبر کونسل کی وجہ سے مارے ہوئے ڈرتے تھے اور ادھر کا رخ کرنے میں کسی کی ہمت نہ تھی شاہ صاحب خود تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ خلافت والوں کو لیجا کر وہاں خلافت کمیٹی قائم کر دی۔ پریزیڈنٹ و سیکرٹری مقرر فرمائے خدمت خلافت کی سرگرم سعی فرمائی غازی عبدالرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری اور حکیم نورالدین سے دریافت کر سکتے ہیں ان کے علاوہ اخبار زمیندار و دیگر اسلامی جرائد حضرت ممدوح کی مدحت سرائی اور منقبت خوانی میں اپنے بہت سے کالم منور و مزین کر چکے ہیں۔

(۱۴) راولپنڈی میں مولوی قطب الدین صاحب وکیل ان خدمات سے آگاہ ہیں جو غلامان سرکار علی پوری نے حضور کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے خلافت کمیٹی کو مالی امداد بہم پہنچا کر ظاہر کئے ہیں۔

(۱۵) کوہاٹ کے بابو عبدالعزیز صاحب حضور کے مخلص غلاموں میں سے ہیں۔ اہل کوہاٹ نے بایمائے عالی حضرت شاہ صاحب قبلہ ستائیس ہزار روپیہ خلافت فنڈ میں دیا ہے۔

(۱۶) سیالکوٹ کے جلسہ خلافت کمیٹی میں آغا صفدر صاحب صدر خلافت کمیٹی لاہور بھی موجود تھے حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب نے خلافت کے جلسہ کی صدارت فرمائی جو تقریر حضور نے فرمائی وہ صداقت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اس موقعہ پر آغا صفدر صاحب نے فرمایا تھا کہ اب تک خلافت کی خدمت محض تقریروں سے ہوتی تھی۔ آج حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی ہے۔ اب انشاء اللہ ہماری خدمات کامیاب ہو جائینگی۔

(۱۷) تین سال ہوئے حضرت شاہ صاحب قبلہ مردان علاقہ پشاور میں تشریف لیگئے اسسٹنٹ کمشنر کے حکم سے کپتان پولیس اور انسپکٹر آئے اور حضرت شاہ صاحب کو لیگئے وہاں اسسٹنٹ کمشنر نے گفتگو کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ آپ خلافت کے حامی ہیں اسلئے ہم ۲۴ گھنٹہ کے اندر اس علاقہ سے چلے جائیں نامہ نگار ہمدرد ہی بتائے کہ وہ کس کس علاقہ سے حمایت خلافت کی بنا پر خارج البلد کیا گیا ہے

(۱۸) ابھی دو سال کا عرصہ گذرا کہ چیف کمشنر کوئٹہ بلوچستان نے محض خدمات خلافت کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب کا علاقہ بلوچستان میں داخلہ بند کر دیا تھا اور اب تک داخلہ بند ہے ریاست کشمیر میں بھی صرف اسوجہ سے دو سال تک حضرت کا داخلہ بند رہا کہ آپ حامی اسلام اور خادم خلافت ہیں ورنہ ایک صوفی باصفا اور مذہبی پیشوا نے ریاست کشمیر کا کیا بگاڑا تھا۔

(۱۹) ایک بیرسٹر نے حضرت شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اسلام کی بھی کچھ خدمت فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی جسدن مجھ سے اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہوتی اس روز کا کھانا میں اپنے اوپر حلال نہیں سمجھتا۔ الحمدللہ کہ کوئی دن بھی خدمت اسلام سے خالی نہیں جاتا۔ اس سے زیادہ کہ نہیں سکتا" نامہ نگار ہمدرد اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے اور خود ہی انصاف کرے کہ اس طرح ہندوستان کے طول و عرض میں سفر کرکے تکالیف و مصائب جھیلکر خلافت کی خدمت انجام دینا اور اسمیں شب و روز رہنا ہی گوشہ نشینی ہے۔ ایسی مبارک زندگی اور سچی خدمات جلیلہ سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنا خصوصاً ایک مسلمان کیلئے باعث ننگ و عار ہے نامہ نگار ہمدرد بتلائیے کہ اس سے زیادہ کونسی صورت خدمت خلافت کی ہے اور کیا گوشہ زہد و اتقا ایسی مجاہدانہ کارناموں کو کہہ سکتے ہیں۔ ان واقعات پر اب تک روشنی کیوں نہ ڈالی گئی اور اسکا اظہار پبلک میں نہیں کیا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ جو کچھ خلافت و اسلام کی خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا جوئی کیلئے اور بس خاصان خدا جو کام کرتے ہیں محض بے ریا اپنے مولا پاک کی رضا جوئی کیلئے کرتے ہیں۔ اور اسی کی بارگاہ سے ہر ایک نیک عمل کی امید جزا رکھتے ہیں۔ ہمدرد کے نامہ نگار کی ہرزہ سرائی اور بہتان و افترا سے ان پاک وجودوں کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

چونکہ صحیح واقعات کے چہرہ سے ہم نے نقاب الٹ دی ہے اس لئے راقم الحروف کی نسبت ہمدرد کا نامہ نگار گمان کریگا کہ یہ بھی حضرت شاہ صاحب کے مریدوں میں سے کوئی خوش عقیدہ آدمی ہے کہ مبالغہ سے کام لے رہا ہے۔ مگر نہیں میں ظاہر کئے دیتا ہوں کہ اس عاجز نے اس موضوع پر محض اسوجہ سے قلم

اٹھایا ہے کہ حضرت شاہ صاحب محدث علیپوری دامت برکاتہم مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور لاکھوں بندگان خدا کے رہبر و مقتدا اور دور حاضرہ کے رہبر العلماء ہیں جسطرح آپ کے لاکھوں مریدین اور غلامان سلسلہ کے دل ہمدرد کے نامہ نگار کی افترا پردازی سے مجروح ہوئے ہیں مجھے بھی بحیثیت ایک فرد اسلام اس مسلم آزاری اور مضمون نگار ہمدرد کی ستم ظریفی اور ہرزہ سرائی نے بے چین کر دیا ہے اس لئے حضرت شاہ صاحب کے کارہائے نمایاں میں سے جسقدر صحیح اور اصلی واقعات معلوم ہوسکے انکو حوالہ قلم کرنے کی جرأت کرتا ہوں ورنہ حضرت کی خدمات کا پورا علم تو علیم و قدیر کو ہی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اظہار صداقت کیلئے اسی قدر کافی ہے جب مولوی شوکت علی صاحب نے لاہور کے جلسہ میں کہا کہ کوئی ہے جو راہ خدا میں اپنی جان فدا کرے تو اس وقت بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ آدمیوں میں سے صرف حضرت شاہ صاحب ہی کھڑے ہو گئے تھے اور آپ نے نہایت جلال و استقلال سے فرمایا کہ میں حاضر ہوں اور راہ خدا میں اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں اخبار زمیندار کے ریکارڈ اور مولوی شوکت علی صاحب اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں مگر افسوس نامہ نگار ہمدرد کو ایسی سرفروشانہ خدمات کا بھی علم نہیں شاید اسی وقت ایک بزرگ نے آپ کی فدا کارانہ سرفروشی و اولوالعزمی کا حال معلوم کرکے حضور کو سنوسی ہند کا خطاب دیا تھا۔ ہندوستان کے مسلم اخباروں نے آپ کی شجاعت کا راگ گایا مگر نامہ نگار ہمدرد ہی نہ شرمایا جو جھوٹا الزام لگایا! کیا اب بھی کوئی مرحلہ خدمتِ خلافت کا باقی رہ گیا۔ بدنی خدمات کہیں تو لاجواب۔ مالی اعانت کی تو گرانقدر اور عظیم الشان۔ سب سے پیاری شئے دنیا میں جان ہے وہ بھی خلافت کی حفاظت و حمایت میں فدا کرنے کا اعلان بآواز بلند فرما دیا۔ اور کسی طاقت مخالف سے کبھی خوف نہیں کیا۔ اور لیجئے اس مبارک قول کو عملی طور پر سچا کر دکھایا کہ لوگ مجھے سید بھی کہتے ہیں اور پھر جھوٹا گمان بھی کرتے ہیں کہ میں خلافت کی خدمت کرنے میں کسی سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ میرا ایمان یہ ہے کہ جو اصل سید ہے وہ ڈرتا نہیں ہے اور جو ڈرتا ہے وہ سید نہیں ہے اس جلسہ میں پولیس کے افسر اور محکمہ سی آئی ڈی کے آدمی موجود تھے اور چونکہ حضرت شاہ صاحب نے اپنی جان عزیز راہ خدا میں فدا کرنے کا بآواز بلند عام جلسہ میں اعلان فرما دیا تھا اس لئے عوام میں شہرت ہو گئی تھی کہ اب شاہ صاحب گرفتار کر لئے جائیں گے۔ مگر ان افواہوں اور لوگوں کے رنگ دبے بنیاد الزاموں نے بھی حضور کے عزم مستقیم میں کوئی فرق نہ ڈالا اور نہ کسی شخص کے بہتان و افترا حضور کے پائے ثبات کو متزلزل کر سکے۔

آخر میں ہم یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ خلافت کی خدمت بہت سے مسلمانوں نے اب

شروع کی ہے۔ اور حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب نے ساری عمر خدماتِ خلافت میں بسر فرمائی ہے چنانچہ پہلے بھی چھ تمغہ جات اور سنہری فرامین سلطانی دستخطی خاص سلطان غازی عبدالحمید خانصاحب قدس سرہ العزیز خدماتِ خلافت کے صلہ میں حضرت شاہ صاحب علی پوری کو مل چکے ہیں۔ جس شخص کے پاس صرف دو تمغہ ہی موجود ہوں جو اسکو خدماتِ خلافت کے صلہ میں ملے ہوں تو وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرے مگر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا حضرت شاہ صاحب جیسی خدمات کسی نے نہیں کیں ہاں حضرت شاہ صاحب نے سیاسی معاملات میں کبھی دلچسپی نہیں لی اور معترض کوئی ایسی تحریر پیش نہیں کرسکتا کہ جس میں سیاسی معاملات پر آپ نے رائے زنی فرمائی ہو۔ آپ مسلمانوں کے دینی مقتدا اور ساٹھ لاکھ بندگانِ خدا کے روحانی پیشوا ہادی و رہنما ہیں آپ نے خلافت کی خدمت بھی محض مذہبی نقطہ نگاہ سے فرمائی ہے اس میں بھی کوئی سیاسی مصالحہ مضمر نہ تھا۔ آپ کا مسلک تو مرنجان و مرنج ہے۔ خود رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہونچاتے نہیں۔ لیکن اللہ تعالے کی ذات اقدس علیم ہے اس کے غضب سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جھوٹ بول کر بحکم لعنۃ اللہ علی الکاذبین اللہ تعالے کی لعنت سے بچنا چاہیئے۔ نامہ نگار ہمدرد کو واقعات مسطور الصدر کی موجودگی میں انصاف سے کام لیکر توبہ کرنی چاہیئے اور اپنے الفاظ واپس لے کر حضرت شاہ صاحب قبلہ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ کیا اب بھی نامہ نگار ہمدرد حضرت شاہ صاحب کو گوشہ نشین اور خدمتِ خلافت سے بے پرواہ لکھنے کی جرأت کریگا۔ کیا خدمتِ خلافت سے بے پرواہی اسی کا نام ہے۔ اگر حضرت کے سفر حضر کی اسلامی خدمات اور خلافت کی سچی اعانت کے واقعات قلمبند کئے جائیں تو ایک دفتر تیار ہوجائیگا۔ آپ تو اپنی عمر عزیز کا زیادہ حصہ سفر کی صعوبتوں اور خدمت دین کی انجام دہی میں بسر فرمارہے ہیں سہ ایک جا رہتے نہیں عاشق خوش کام کہیں ؛ دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں۔ جن جن مقامات کا ہم نے ذکر کیا ہے نامہ نگار ہمدرد نے تو شاید دیکھے اور سنے بھی نہ ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

الراقم عبدالمجید خاں قصوری عفا اللہ عنہ

نہائت مفید و قابل دید کتابیں

مکتوبات امام ربانی مع سوانح مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف مشہور عالم ہیں جو درحقیقت قرآن و حدیث کی صحیح و بہترین تفسیر ہیں ان کا اردو ترجمے کی عام طور پر ضرورت تھی۔ حصہ اول کا ترجمہ نہائت سلیس اور عام فہم چھپکر تیار ہے اور ابتدا میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

تصنیفات امام غزالی۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی نصائح امام غزالی۔ مذمت غیبت و چغلی۔ مذمت غضب و حسد و حقد۔ یہ تینوں کتابیں تصوف کے سراپا رحمت و برکت مضامین سے مالا مال ہیں۔ تینوں کی مجموعی قیمت صرف ۱عہ

مبداء معاد۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے اس میں شریعت و طریقت کے نہائت ضروری مسائل درج ہیں۔ تصوف و سلوک کے شیدائیوں کے لئے نعمت لازوال ہے۔ قیمت صرف ۸؍

شرح رباعیات حافظ مع سوانح عمری حافظ حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اس کا ہر شخص قائل ہے۔ دیوان حافظ کی شرح تو مدت سے چھپتی آتی ہی لیکن ان کی بے نظیر رباعیوں کی شرح ابتک نہیں چھپی تھی حال میں پوری محنت و کوشش سے انکی رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور شروع کتاب میں حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۶؍ مناقب نقشبندیہ قیمت ۶؍

برکات علی پور۔ اس ضخیم کتاب میں جو حضرت مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم و مغفور کی تالیف لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام و کمال بزرگوں کے حالات و عالیجناب حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہائت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی۔ فارسی۔ اردو زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں۔ یاران طریقت کے لئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند جلدیں باقی رہگئی ہیں بلد طلب کیجئے قیمت صرف عہ

مناقب الآل والاصحاب۔ اس کتاب میں حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور ائمہ حسنین رضی اللہ عنہم کے اوصاف و حالات مستند صحیح احادیث سے بوضاحت لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۶؍

اسماء الحسنےٰ۔ خدائے تبارک و تعالیٰ کے اسماء ذاتی و صفاتی کے فوائد و خواص اور ان کے اوراد و وظائف کی متعدد آسان ترکیبیں۔ شائقین عملیات کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت صرف ۴؍

تخمیس کریما۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کی مشہور و مقبول نظم کریما کی سلیس عام فہم شستہ و پاکیزہ اردو تضمین قیمت صرف ۶؍

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)

نہائت مفید و قابل دید کتابیں

مکتوبات امام ربانی مع سوانح مجدد الف ثانی } حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف مشہور عالم ہیں جو درحقیقت قرآن وحدیث کی صحیح و بہترین تفسیر ہیں ان کا اردو ترجمے کی عام طور پر ضرورت تھی۔ حصہ اول کا ترجمہ نہائت سلیس اور عام فہم چھپکر تیار ہے اور ابتدا میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

تصنیفات امام غزالی۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی نصائح امام غزالی۔ مذمت غیبت وچغلی۔ مذمت غضب وحسد وحقد۔ یہ تینوں کتابیں تصوف کے سراپا رحمت وبرکت مضامین سے مالامال ہیں۔ تینوں کی مجموعی قیمت صرف بجہ

مبداء معاد۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے اس میں شریعت وطریقت کے نہائت ضروری مسائل درج ہیں۔ تصوف وسلوک کے شیدائیوں کے لئے نعمت لازوال ہے۔ قیمت صرف ۸ر

شرح رباعیات حافظ مع سوانح عمری حافظؒ } حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اس کا ہر شخص قائل ہے۔ دیوان حافظ کی شرح تو مدت سے چھپتی آتی ہے لیکن ان کی بے نظیر رباعیوں کی شرح ابتک نہیں چھپی تھی حال میں پوری محنت وکوشش سے انکی رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور شروع کتاب میں حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۶ر **مناقب نقشبندیہ** قیمت ۶ر

برکات علی پور۔ اس ضخیم کتاب میں جو حضرت مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم ومغفور کی تالیف لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام وکمال بزرگوں کے حالات وعالیجناب حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہائت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی۔ فارسی۔ اردو زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں۔ یاران طریقت کے لئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند جلدیں باقی رہگئی ہیں جلد طلب کیجئے قیمت صرف عہ

مناقب الآل والاصحاب۔ اس کتاب میں حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام اور ائمہ حسنین رضی اللہ عنہم کے اوصاف وحالات مستند صحیح احادیث سے بوضاحت لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۶ر

اسماء الحسنے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ کے اسماء ذاتی وصفاتی کے فوائد وخواص اور ان کے اوراد ووظائف کی متعدد آسان ترکیبیں۔ شائقین عملیات کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت صرف ۴ر

تخمیس کریما۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کی مشہور ومقبول نظم کریما کی سلیس عام فہم شستہ وپاکیزہ اردو تضمین قیمت صرف ۶ر

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ مینجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)

بے نظیر اسلامی کتابیں

خطبات حنفیہ - اس بے مثل کتاب میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن تمام خطبات۔ ارشادات۔ ہدایات اور ملفوظات کے سچے گوہر اور قیمتی موتی بکھیر کر رکھدیئے ہیں جو حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روبرو پڑھے۔ بعدہٗ خلافت راشدہ یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت شیر خدا علی رضی اللہ عنہم کے خطبات بھی درج کئے گئے ہیں۔ بلکہ اس کو مفید عام بنانے کے لئے ہر خطبہ کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ موثر و دلچسپ طرز میں رقم کیا گیا ہے۔ باوجود ایسی ہی کثیر خوبیوں کے قیمت صرف ۱۲؍

خطبات محبوب - یعنی خطبات عیدین مسائل عیدالفطر و صدقہ فطر و قربانی وغیرہ کے علاوہ حضرت ابن عباس رض کی وہ دو حدیثیں ہیں جن میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت ابراہیم کا وادیٔ ذی ذرع میں چھوڑنے اور ان کی قربانی۔ بنائے کعبۃ اللہ اور حضرت ابراہیم کا ملک شام سے عرب شریف کی طرف سفروں کا بیان مع اصل عربی ترجمہ نثر و نظم واعظوں کی جان بے نظیر ہیں قیمت صرف عہ

اسرار العشق مسمّٰی بہ کنز العشق - یعنی شرح رمز العشق۔ اس کتاب میں تصوف کے بیش بہا قیمتی جواہر ریزے شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ زبان ایسی سادہ اختیار کی گئی ہے کہ معمولی اردو خوان بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ قیمت صرف عہ

سیرت مسلم - تاریخ اسلام کے کئی ہزار صفحات کا خلاصہ جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کیسے ہوتے ہیں۔ ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ عہ

وجدانی نشتر - اہل اللہ کے سوز و گداز سکون و اضطراب حال و قال کے خزانہ۔ ارباب تصوف کے لئے قابل دید۔ قیمت عہ

بنات الرسول - حضرت فاطمۃ الزہرا۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی ۶؍

ازواج النبی - ازواج مطہرات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات عہ

بابل - شہر بابل جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اس کے تاریخی حالات۔ قیمت ۸؍

اسلام اور علمائے فرنگ - اسلام کے متعلق محقق علمائے یورپ اور امریکہ کی دلچسپ رائیں ۶؍

سید الشہداء - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزرگ چچا امیر حمزہ رضی اللہ کی سوانح عمری ۳؍

سوانح عمری حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ملکہ بلقیس کی سوانح عمری۔ قیمت ۴؍

شداد اور اس کا بہشت - شداد اور اس کے بہشت کے مفصل اور حیرت انگیز حالات قیمت ۳؍

حیات صابر - پیران کلیر کے خشک جنگل کو گلستان رحمت بنانے والے بزرگ کے مکمل حالات پاکیزہ اور شستہ زبان میں مولانا آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۵؍

کتابیں ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)**